15

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

4 تا 10 رجب المرجب 1437ھ / 12 تا 18 اپریل 2016ء

اُمت کا تصور عام کیجیے!

قبائلی عہد اور جاہلی رسموں میں گندھے ہوئے معاشرے میں پہلی بار ایک ایسا تصور ابھرا جو کسی قبیلے، کسی نسل، کسی زبان، کسی علاقے اور کسی رنگ کا ترجمان نہیں بلکہ پوری انسانیت پر مبنی تھا، وہ تھا ''تصورِ امہ'' اور اس تصور کو امام انسانیت ﷺ نے ابھارا، نکھارا اور سنوارا، جس کے باعث اہل اسلام کو عالمی سطح پر اپنا کردار ابھارنے، اپنا تہذیبی رنگ روپ نکھارنے اور اپنا مقدر سنوارنے کا موقع نصیب ہوا۔

بے شمار قبائل و شعوب ملت کے قالب میں ڈھلنے لگے۔ انسان کو پہلی بار ''بنی آدم'' ہونے کا پُرفخر احساس ہوا، ورنہ اس سے پہلے کسی کا رنگ اور علاقہ دیکھ کر اس کا تشخص متعین ہوتا تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جونہی وحدت ملی کا رنگ بکھرا، انسانیت کا شیرازہ بکھرنے لگا اور تہذیبی توازن بگڑنے لگا۔ پھر وہی من و تو کے جھگڑے، وہی احمر و اسود کے شاخسانے، وہی قرشی و حبشی کے شوشے، وہی عربی و عجمی کے بکھیڑے اور وہی یورپی اور ایشیائی کے فتنے پیدا ہو گئے۔ دونوں عظیم جنگوں نے اسی ''قومیت'' کے فتنے سے جنم لیا۔ اہل اسلام بھی اس رو میں بہنے لگے۔ کہیں قومیتیں الجھ پڑیں۔ کہیں سرحدیں خونی لکیر بن گئیں۔ کہیں مذہبی فرقے شعلہ بداماں اور کہیں سیاسی گروہ کف در یا نظر آنے لگے۔ امت گروہوں میں بٹ کر اپنا مقدر عالمی سامراج کے ہاتھ گروی رکھ بیٹھی ہے۔ کچھ عرصے سے اسلامی احیائی تحریکوں نے پھر سے اہل اسلام میں امہ کے تصور کو اجاگر کرنا شروع کیا ہے۔ اس لیے کہ عالمی سامراج نے جب بھی مسلمانوں کو سزا دی ہے، بطور سنی اور شیعہ، مقلد اور غیر مقلد نہیں اور نہ سوڈانی، ترکی اور ایرانی سمجھ کر بلکہ اُمت کو اپنا ہدف بنایا ہے، تو کیوں نہ عالمی سامراج کا مقابلہ اُمت بن کر کیا جائے۔ یہ تصور رفتہ رفتہ قبولیت حاصل کرتا جا رہا ہے۔ مفادات عاجلہ کے اسیر سیاسی مہاشے اس بات کو نہیں سمجھ پائیں گے۔ ان کے لیے صوبے، لسانی قومیتیں اور چھوٹے چھوٹے گروہ مفید ہیں، لیکن عام افرادِ امت کا فائدہ اسی میں ہے کہ وہ ''امہ'' کے شعور کو عام کریں۔

وحدت ملی

خورشید احمد گیلانی

اس شمارے میں

عذرِ گناہ بدتر از گناہ

موت کی طرح قیامت بھی برحق ہے!

راستہ خود ہی تباہی کو دیا ہے!

مشترکہ لائحہ عمل کس کے لیے؟

سانحہ گلشن اقبال پارک، پاکستان میں ''را'' نیٹ ورک اور برسلز حملے

آزادیٔ نسواں اور اسلام

انصاف کے تقاضے اور مشرف کیس

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

اہلِ ایمان کے لیے بشارت

سُورۃُ الکہف | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیت: 2

قَیِّمًا لِّیُنۡذِرَ بَاۡسًا شَدِیۡدًا مِّنۡ لَّدُنۡہُ وَ یُبَشِّرَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ الَّذِیۡنَ یَعۡمَلُوۡنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَہُمۡ اَجۡرًا حَسَنًا ۙ﴿۲﴾

آیت ۲ ﴿قَیِّمًا لِّیُنۡذِرَ بَاۡسًا شَدِیۡدًا مِّنۡ لَّدُنۡہُ﴾ ’’(یہ کتاب) بالکل سیدھی ہے‘ تا کہ وہ خبردار کرے ایک بہت بڑی آفت سے اُس کی طرف سے‘‘

یعنی نبی اکرم ﷺ پر نزولِ قرآن کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی ہے کہ آپؐ لوگوں کو ایک بہت بڑی آفت کے بارے میں خبردار کر دیں۔

اس موضوع کے بارے میں یہاں صرف اس قدر جان لینا ہی کافی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قربِ قیامت کے زمانے میں دجال کے ظاہر ہونے اور ایک بہت بڑا فتنہ اُٹھنے کے بارے میں خبریں دی ہیں۔ جو حضرات اس حوالے سے تفصیلی معلومات چاہتے ہوں وہ مولانا مناظر احسن گیلانی کی کتاب ’’تفسیر سورۃ الکہف‘‘ کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ اس موضوع پر ’’دنیا کی حقیقت‘‘ کے عنوان سے میری ایک تقریر کی ریکارڈنگ بھی دستیاب ہے‘ جس میں میں نے سورۃ الکہف کے مضامین کا خلاصہ بیان کیا ہے۔

دجالیت کے اس عمومی مفہوم کو مدنظر رکھا جائے تو آج کے دور میں مادہ پرستی بھی ایک بہت بڑا دجالی فتنہ ہے۔ آج لوگوں کے اذہان و قلوب‘ نظریات و افکار اور اخلاق و اقدار پر مادیت کا اس قدر غلبہ ہو گیا ہے کہ انسان اللہ کو بھول چکا ہے۔ آج وہ مسبب الاسباب کو بھول کر مادی اسباب پر توکل کرتا ہے۔ وہ قرآن کے اس فرمان کو یکسر فراموش کر چکا ہے کہ: ﴿وَمَا الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الۡغُرُوۡرِ ﴿۱۸۵﴾﴾ (آل عمران) یعنی دنیوی زندگی محض دھوکے کا سامان ہے‘ جبکہ اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے۔

﴿وَ یُبَشِّرَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ الَّذِیۡنَ یَعۡمَلُوۡنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَہُمۡ اَجۡرًا حَسَنًا ﴿۲﴾﴾
’’اور (تا کہ) وہ بشارت دے اُن اہلِ ایمان کو جو نیک عمل کرتے ہوں کہ ان کے لیے ہوگا بہت اچھا بدلہ۔‘‘

اس آیت میں آپؐ کو تسلی دی گئی ہے کہ غم کرنے کی ضرورت نہیں۔ لوگوں کو مومن بنا دینا آپؐ کا کام نہیں بلکہ آپؐ کا کام صرف بشارت اور انذار ہے۔ آپؐ اپنا فریضہ تبلیغ ادا کیے جائیں۔ جو آپؐ پر ایمان لے آئیں ان کو خوشخبری دے دیں کہ آخرت میں ان کو اچھا بدلہ ملے گا‘ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

فرمان نبوی

مومن کی نیکی کا بدلہ

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ اَنَّهُ حَدَّثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اِنَّ الْكَافِرَ اِذَا عَمِلَ حَسَنَةً اُطْعِمَ بِهَا طُعْمَةً مِنَ الدُّنْيَا وَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَدَّخِرُ لَهُ حَسَنَاتِهِ فِي الْآخِرَةِ وَيُعْقِبُهُ رِزْقًا فِي الدُّنْيَا عَلٰى طَاعَتِهِ)) (متفق علیہ)

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ’’جب کافر کوئی نیک عمل کرتا ہے تو اس کی وجہ سے دنیا سے ہی اسے لقمہ کھلا دیا جاتا ہے اور مومن کے لئے اللہ تعالیٰ اس کی نیکیوں کو آخرت کے لئے ذخیرہ کرتا رہتا ہے اور دنیا میں اپنی اطاعت پر اسے رزق عطا کرتا ہے۔‘‘

تشریح: مومن دنیا میں اچھے اعمال کر کے آخرت کے لیے نیکیوں کا ذخیرہ جمع کرتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کی نیکیوں کا اچھا بدلہ عطا کرے گا۔ ان کو جنت کی صورت میں بیش بہا انعامات سے نوازا جائے گا۔ جبکہ کافر کو ہر اچھے کام کا بدلہ دنیا میں عطا کر دیا جاتا ہے اور آخرت میں اس کے پاس کوئی نیکی نہ ہوگی۔

اداریہ

مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عذرِ گناہ بدتر از گناہ

آف شور کمپنیوں کا وہ شور اور ہنگامہ برپا ہے کہ کچھ سنائی نہیں دیتا اور ہم اس نکتہ پر غور وفکر میں مبتلا ہیں کہ گزشتہ نصف صدی میں یہ تو ہوا ہے کہ کوئی کارِ بد صرف پاکستان میں وقوع پذیر ہوا ہو اور باقی دنیا اس سے بچی رہی ہو۔ لیکن یہ نہیں ہوا کہ دنیا کے کچھ حصے میں اگر کوئی برائی پھیلی ہے، لیکن پاکستان یا پاکستانیوں کا دامن اجلا رہا ہو۔ بے شک کرپشن' بدترین دہشت گردی' اداروں کے ٹکراؤ اور نتیجہ میں مارشل لاء' سیاسی عدم استحکام' خطرناک معاشی بدحالی' حکومت مخالف تحریکیں اور ان کے خلاف زبردست ریاستی تشدد' پارلیمنٹ میں حکومت اور حکومت مخالف اراکین کی دھینگا مشتی اور گالم گلوچ' قومی اسمبلی کے محاصرے اور دھرنے کا عالمی ریکارڈ' ہر انسانی ضرورت اور اچھائی کا فقدان اور پے در پے بحران یہ سب کچھ پاکستان میں ہو چکا' پلٹ کر دیکھیں تو یہ ہم پاکستانیوں کی معمول کی زندگی کا حصہ دکھائی دیتا ہے۔ پھر یہ کہ عالمی سطح پر وکی لیکس کے انکشافات ہوں تو دوسرے لوگوں کے ساتھ ساتھ سیاسی مذہبی رہنماؤں کا دامن بھی داغدار ہو جائے اور پانامہ لیکس ہوں تو دوسرے 250 پاکستانیوں کے علاوہ حکمران شریف فیملی خاص طور پر وزیراعظم میاں نواز شریف کے تین بچوں کے نام دیارِ غیر میں آف شور کمپنیاں کھولنے والوں میں امتیازی حیثیت سے آتے ہیں۔ یہ راز جب طشت از بام ہوتا ہے تو حکومتی ردعمل اس لطیفہ کی مانند ہوتا ہے کہ ایک بچہ سکول میں سالانہ رزلٹ سن کر گھر میں بلند آواز سے یہ کہتے ہوئے داخل ہوتا ہے کہ اماں اماں حمید فیل ہو گیا۔ ماں پوچھتی ہے بیٹا تیرا کیا بنا؟ اس پر بچہ زوردار انداز میں کہتا ہے کہ اماں اماں رشید فیل ہو گیا۔ بیٹا تیرا کیا بنا؟ ماں پھر سوال کرتی ہے۔ وہ کہتا ہے ماں جب اتنے لوگ فیل ہو گئے ہیں تو میرا رزلٹ مختلف کس طرح ہو سکتا تھا۔

پانامہ لیکس کے نشر اور شائع ہونے پر تمام سرکاری درباری کارندے زور زور سے ڈھول پیٹنے لگے کہ عمران خان بدعنوان ہے' غریبوں کے لیے بننے والے ہسپتال کے لیے جمع ہونے والے سرمائے سے بیرون ملک سرمایہ کاری کی۔ شوکت خانم انتظامیہ اور عمران خان نے ہسپتال کے پیسے میں ہیرا پھیری کی ہے۔ خدارا! ذرا سوچو تو سہی، تم حکومت میں ہو، انکوائری کرو۔ اگر ہسپتال میں بدعنوانی کا انکشاف ہو تو ان پر مقدمات قائم کرو۔ انہیں عدالت کے کٹہرے میں لاؤ، جرم ثابت ہونے پر قانون کے مطابق سزا دو۔ کیا رکاوٹ ہے؟ اگر کوئی پھانسی کی سزا کا حق دار ہے تو اسے چوراہے میں لٹکا دو۔ لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ یہ اس کا جواب تو نہیں ہے کہ وزیراعظم کی اولاد سرمایہ ملک سے باہر لے جائے، لندن میں بیٹھ کر کاروبار کرے' وزیراعظم حیلے بہانے سے برطانیہ کا سرکاری دورہ طے کراتے رہیں اور ذاتی کاروبار کی نگرانی کریں۔ پھر یہ بھی نہ بتائیں کہ سرمایہ ملک سے باہر کیسے لے جایا گیا۔ پانامہ لیکس کے حوالہ سے میڈیا پوچھ گچھ کرے تو مضحکہ خیز تضاد بیانی سے کام لیا جائے۔ ایک سادہ لوح پاکستانی بھی سمجھ جائے کہ ایک جھوٹ کو چھپانے کے لیے جھوٹ قطار اندر قطار سامنے آ رہے ہیں پھر یہ کہ وزیراعظم غیر ملکی دوروں پر اس غریب قوم کا سرمایہ بے دریغ خرچ کریں کہ انہوں نے پاکستانیوں اور غیر ملکیوں کو پاکستان میں سرمایہ کاری کے لیے ترغیب دینا ہے۔ لیکن اپنے بچے پاکستان کے سرمائے کو غیر ممالک میں انویسٹ کریں۔ یہ وزارت عظمیٰ کے حلف سے ہرگز وفاداری نہیں ہے۔

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

4 تا 10 رجب المرجب 1437ھ — جلد 25
12 تا 18 اپریل 2016ء — شمارہ 15

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67-اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ---------------- (2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

آف شور کمپنی کیا ہوتی ہے؟ کہتے ہیں اس کی قانونی حیثیت ہوتی ہے۔ یقیناً اس کو قانونی حیثیت دی گئی ہے لیکن سمجھنے کی بات یہ ہے کہ حقیقت میں سرمایہ دارانہ نظام اپنے بڑوں اور سرپرستوں (یعنی بڑے سرمایہ داروں) کے تحفظ کے لیے قانونی راستہ نکالتا ہے۔ ایسی کمپنی کے قیام کی ایک صورت جائز دکھائی دیتی ہے۔ وہ یہ کہ کوئی عالمی سطح پر مشہور ومعروف ادارہ کوئی نئی چیز یا کوئی نیا ڈیزائن بنانا چاہتا ہے، وہ ادارہ سمجھتا ہے کہ اگر یہ کام اس نے اپنے نام سے کیا تو مارکیٹ میں دوسری کمپنی اس کا تعاقب' اس کی شہرت کی وجہ سے کرے گی۔ لہٰذا مارکیٹ میں اس کی پروڈکٹ آنے سے پہلے اس کی کوئی نقل سامنے آ سکتی ہے۔ لہٰذا بے نام کمپنی میں یہ کام محفوظ طریقے سے ہو گا۔ مثلاً Apple کمپنی نے خود کار گاڑیوں کے منصوبے پوشیدہ رکھنے کے لیے ریسرچ 8 (research eight) کے نام سے ایک آف شور کمپنی بنائی۔ علاوہ ازیں یہ کمپنیاں ٹیکس بچانے یا چھپانے کے لیے ڈرگ منی یا کرپشن کی رقم چھپانے کے لیے بنائی گئی ہیں۔ شریف فیملی کی خاتون نے جرأت اور بے باکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے آف شور کمپنی کے حوالہ سے بہترین تبصرہ کیا ہے کہ آف شور کمپنی بنانا ایک قانونی کام ہو سکتا ہے لیکن تمام دنیا اسے غیر اخلاقی حرکت قرار دیتی ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ قانون توڑنے والا قانون شکن کہلاتا ہے، لیکن غیر اخلاقی کام کرنے والا اپنے ضمیر کا سودا کرتا ہے۔ شریف فیملی پانامہ لیکس کے حوالہ سے بدترین گھبراہٹ کا شکار ہے۔ پہلے وزراء نے اپوزیشن خاص طور پر عمران خان پر جوابی الزام تراشی کر کے معاملے کو دبانے کی کوشش کی۔ جب کام نہ بنا اور پریشر میں اضافہ ہوا، پھر یہ کہ آئس لینڈ کے وزیر اعظم جن کی بیوی پر آف شور کمپنی بنانے کا الزام ہے، انہوں نے استعفا دیا تو پریشر اور بڑھا۔ وزیر اعظم خود اپنے خاندان کے دفاع کے لیے میدان میں کود پڑے۔ عوام سے خطاب میں پہلے اپنے خاندان کی کہانی سنائی، پھر ایک عجیب وغریب حرکت کر ڈالی۔ یعنی ایسی بے علمی کا مظاہرہ کیا کہ لوگ حیرت زدہ رہ گئے۔ فرماتے ہیں کہ میں اس حوالہ سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کرنے کے لیے ایک ریٹائرڈ جج کی سربراہی میں جوڈیشل کمیشن قائم کر رہا ہوں۔ جس کے پاس ثبوت ہیں وہ جوڈیشل کمیشن کے سامنے پیش ہو۔ حالانکہ ریٹائرڈ جج کے تحت جو کمیشن ہو گا وہ انکوائری کمیشن کہلائے گا۔ جوڈیشل کمیشن تو صرف حاضر سروس جج کے شامل ہونے سے بنایا جا سکتا ہے۔ بہر حال ہمارے ہاں کمیشنوں کے قیام اور نتائج برآمد ہونے کے حوالہ سے شرمناک تاریخ ہے۔ تمام اپوزیشن جماعتوں نے وزیر اعظم کے اس فیصلے کو مسترد کر دیا ہے اور ملک میں ایک ہنگامہ کھڑا ہو گیا ہے۔ اپوزیشن جماعتوں کا مطالبہ یہ ہے کہ کسی اچھی شہرت کی حامل انٹرنیشنل آڈٹ کمپنی سے فرانزک آڈٹ کرایا جائے۔ تاکہ منی ٹرائیل منظر عام پر آئے اور یہ آڈٹ کمپنی سپریم کورٹ کے سامنے رپورٹ پیش کرے جو اس رپورٹ کی روشنی میں فیصلہ صادر کرے۔

ہماری رائے میں اگر شریف فیملی یہ دعویٰ کرتی ہے کہ اس کی دولت جائز اور قانونی ہے اور انہوں نے کوئی بدعنوانی نہیں کی تو اپوزیشن کا مطالبہ ماننے میں کیا حرج ہے۔ اگر وہ صاف ستھرے اور اُجلے ثابت ہوتے ہیں تو نہ صرف موجودہ اقتدار مستحکم ہو گا بلکہ اگلے انتخابات میں بھی کامیابی یقینی ہے اور اگر بدعنوانی کا ارتکاب ہوا اور غیر قانونی عمل سے پیسہ پاکستان سے باہر گیا ہے تو ان کا اقتدار میں رہنے کا کوئی اخلاقی' قانونی اور شرعی جواز باقی نہیں رہتا۔

ہم اگرچہ کوئی فیصلہ سنانے کی پوزیشن میں نہیں ہیں، لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ حسین نواز' حسن نواز اور مریم نواز نے میڈیا میں وضاحتیں پیش کرتے کرتے خود کو گرداب میں پھنسا لیا ہے۔ ایسے بیانات دے رہے ہیں جو دستاویزات سے متضاد اور غلط ثابت ہو رہے ہیں۔ لہٰذا عذرِ گناہ بدتر از گناہ کی صورت حال پیدا ہو گئی ہے۔

تاریخ کا سبق یہ ہے کہ انسان تاریخ سے سبق حاصل نہیں کرتا۔ ہم صرف شریف فیملی کے حوالہ سے عرض نہیں کر رہے بلکہ عام طور پر دنیا میں یہ دیکھنے کو ملتا ہے کہ فرعون کے انجام کو جانتے بوجھتے بھی حکمران فرعونیت سے دستبردار ہونے کو تیار نہیں اور جہاں تک قارون کا تعلق ہے تو وہ تو آج بھی ہماری اشرافیہ کی اکثریت کا آئیڈیل ہے۔ قارون تو پھر دولت سمیت زمین بُرد ہوا تھا۔ آج کے قارون جانتے ہیں کہ وہ اس دولت کو اپنے ساتھ زمین کے اندر نہیں لے جا سکیں گے۔ وہ سکندر اعظم کی طرح خالی ہاتھ جائیں گے۔ پھر یہ کہ قارون کی دولت سونے اور چاندی کی صورت میں بھی تھی، یہ جدید قارون کاغذی دولت پر مر مٹے جا رہے ہیں۔ حیف صد حیف اس پست فکری پر۔ ہم اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں اپنی حفاظت میں رکھے، کسی کو اس حوالہ سے غرہ نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ کی پناہ حاصل نہ ہو تو کسی کے بھی پھسلنے کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔ قرآن حکیم میں اللہ رب العزت مال اور اولاد کو آزمائش قرار دیتا ہے۔ صرف اللہ کی رحمت کے سہارے ہی ایک مسلمان اس آزمائش سے محفوظ و مامون رہ سکتا ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ جیل میں بدترین تشدد کے باوجود اپنے موقف پر ڈٹے رہے۔ جب نئے خلیفہ نے انہیں انعامات سے نوازا اور اشرفیاں بھجوائیں، اگرچہ تب بھی آپ کے پاؤں میں ذرہ برابر لغزش نہ آئی تھی، لیکن آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور گڑگڑا کر اللہ سے دعا کی کہ ''اے اللہ! اس آزمائش سے بچا لے!'' گویا انہوں نے اس حقیقت کا اظہار کیا کہ یہ آزمائش جسمانی تشدد سے کہیں بڑھ کر ہے۔ دو باتیں ہمیں پلے باندھ لینی چاہئیں۔ انسان اپنے چہرے پر جتنا چاہے غازہ لیپ کر لے، بالآخر بے نقاب ہو کر رہتا ہے۔ دوسری یہ کہ دنیا سمجھتی ہے کہ غربت بہت بڑی آزمائش ہے۔ غربت بھی یقیناً آزمائش ہے لیکن دولت واقتدار کی آزمائش بہت بڑی آزمائش ہے۔ اس میں پورا اترنے کے لیے اللہ کا خصوصی فضل درکار ہوتا ہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ

☆☆☆

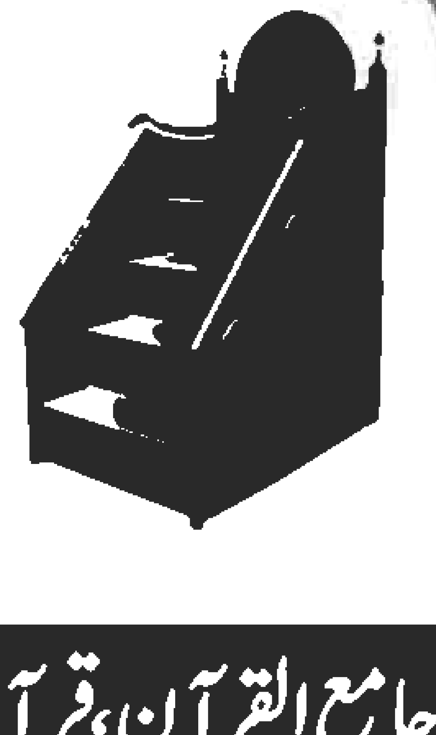

موت کی طرح قیامت بھی برحق ہے!

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 25 مارچ 2016ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

سورۃ القیامہ ہمارے زیر مطالعہ ہے۔ اس سورۂ مبارکہ کی کل 40 آیات ہیں جن میں سے ابتدائی 21 آیات کا مطالعہ ہم کر چکے ہیں اور آج باقی 19 آیات کا مطالعہ ان شاء اللہ ہم نے کرنا ہے۔ گزشتہ جمعہ بیان کی گئی دو آیات (20 اور 21) کا اعادہ کر کے پھر اگلی آیات کا مطالعہ شروع کرتے ہیں۔ ان آیات میں اللہ رب العزت نے فرمایا:

﴿كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ﴿٢٠﴾ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿٢١﴾﴾

"ہرگز نہیں! اصل بات یہ ہے کہ تم لوگ جلدی ملنے والی چیز (یعنی دنیا) سے محبت کرتے ہو۔ اور تم آخرت کو چھوڑ دیتے ہو۔"

عاجلۃ عجلت سے ہے بمعنی فوری مل جانے والی شے۔ دنیا کے اندر انسان کو فوری فائدہ ملتا ہے تو وہ اسی کو پسند کرتا ہے اور آخرت چونکہ موت کی سرحد کے پار ہے، لہٰذا انسان اس سے دور بھاگتا ہے۔ قیامت اور آخرت سے دور بھاگنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے اگر انسان آسمانی ہدایت کے مطابق عمل کرے تو پھر اسے اپنے آپ کو حرام چیزوں اور حرام کاموں سے روکنا پڑتا ہے۔ جبکہ یہ ساری ممنوعہ چیزیں انسان کے لیے لذت بخش ہیں اور وہ اس دنیا کی لذت کو پسند کرتا ہے۔ انسان یہاں کے فائدے کو ترجیح دیتا ہے اور آخرت کا انکار تو صرف ایک بہانہ ہے۔ اصل معاملہ یہ ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ دنیا میں جو کچھ اسے مل رہا ہے، وہ اور زیادہ ملتا رہے اور اس کی عیاشیوں اور حرام کاریوں میں کوئی رکاوٹ نہ آئے۔ پھر دوسروں کا منہ بند کرنے کے لیے یہ کہتا پھرتا ہے کہ قیامت کا وقوع پذیر ہونا خارج از امکان ہے۔ "کیسے اللہ انسانوں کو دوبارہ زندہ کرے گا" جبکہ ان کی ہڈیاں گل سڑ چکی ہوں گی۔ حقیقت میں عقلی اور باطنی طور پر وہ ان سب باتوں کا قائل ہے کہ قیامت بھی ہوگی اور حساب کتاب بھی ہوگا' لیکن لذات دنیوی کی وجہ سے وہ حرام کو چھوڑتا نہیں ہے۔

اگلی آیات میں قیامت کے دن کی منظر کشی کی جا رہی ہے کہ اُس دن نیک لوگوں کے چہرے تروتازہ ہوں گے جبکہ مجرم لوگوں کے چہروں پر سیاہی چھائی ہوئی ہوگی:

مرتب: حافظ محمد زاہد

﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿٢٢﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿٢٣﴾﴾

"بہت سے چہرے اُس دن تروتازہ ہوں گے۔ اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔"

وہ مطمئن اور تروتازہ اس لیے ہوں گے کہ انہیں معلوم ہے کہ ہم نے دنیوی زندگی میں واقعی آخرت کو دنیا پر مقدم رکھا تھا اور اللہ اور اس کے رسولوں کی دی ہوئی ہدایت کے مطابق زندگی گزاری تھی تو آج ہمیں اس کا بدلہ ملنے والا ہے۔

والد محترمؒ اس کی بڑی اچھی مثال دیا کرتے تھے کہ ہمارے زمانے میں سکول میں رزلٹ والے دن سب بچے ایک میدان میں جمع ہوتے تھے تو رزلٹ سنایا جاتا تھا۔ اب جن کے پرچے اچھے ہوئے ہوتے تھے تو ان کے چہرے تروتازہ اور مطمئن ہوتے تھے اس لیے کہ انہیں معلوم ہوتا تھا کہ ہمارا رزلٹ اچھا ہی آئے گا۔ اسی طرح قیامت کے روز بھی میدانِ حشر میں موجود ہر شخص کو معلوم ہوگا کہ رزلٹ کیا آنے والا ہے۔ نیک لوگ اس دن اپنے رب کی عنایات اور اس کی رحمتوں کے منتظر ہوں گے اور اسی وجہ سے ان کے چہرے تروتازہ اور پھولوں کی طرح کھلے ہوئے ہوں گے۔ اللّٰھم ربنا اجعلنا منھم!

اگلی آیات میں مجرمین کا حال بیان کیا جا رہا ہے کہ ان کے چہرے اُترے ہوئے ہوں گے۔ فرمایا:

﴿وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ ۢ بَاسِرَةٌ ﴿٢٤﴾ تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿٢٥﴾﴾

"اور بہت سے چہرے اُس روز اُترے ہوئے ہوں گے۔ ان کو یقین ہوگا کہ اب ان کے ساتھ کمر توڑ سلوک ہونے والا ہے۔"

اس وقت انہیں وہ تمام باتیں یاد آ رہی ہوں گی کہ رسولوں کی تعلیمات کیا تھیں اور ہمیں کیا کچھ سکھایا گیا تھا۔ ہمیں بتایا گیا تھا کہ اگر اللہ اور اس کے رسول کی ہدایات کے مطابق زندگی نہیں گزارو گے تو بدترین سزا یعنی جہنم کے مستحق ہو گے۔ چنانچہ جب قیامت کے دن وہ جہنم کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں گے اور انہیں اپنا بدترین انجام نظر آ رہا ہوگا تو ان کے چہرے بے رونق ہو جائیں گے۔ اللّٰھم ربنا لا تجعلنا معھم!

اگلی آیات میں موت کا ایک نقشہ کھینچا گیا ہے۔ ماقبل آیات سے اس کا ربط یہ ہے کہ منکرین قیامت سے کہا جا رہا ہے کہ تم لوگ آخرت اور قیامت کا تو انکار کرتے ہو لیکن قیامت کی ایک تلوار تمہارے سر پر موت کی صورت میں لٹک رہی ہے جس کا تم میں سے کوئی بھی

انکار نہیں کر سکتا۔ اس لیے کہ سب کو معلوم ہے کہ وہ وقت آنا ہے اور آ کر رہے گا۔ چنانچہ موت کی صورت میں قیامت کی ایک تلوار تمہارے سر پر لٹکی ہوئی ہے جو کسی بھی وقت تم پر گر سکتی ہے۔ کیا تم اس کا انکار کر سکتے ہو؟ کیا اس سے اپنے آپ کو بچا سکتے ہو؟ ظاہر بات ہے کہ تم اس سے بچ نہیں سکتے تو پھر اسی سے سبق سیکھو اور یقین کر لو کہ مرنے کے بعد کل تمہیں دوبارہ بھی اُٹھایا جائے گا اور تم سے تمہارے اعمال کا حساب کتاب ہوگا اور پھر اسی کے مطابق تمہارے انجام کا فیصلہ ہوگا جو ہمیشہ کی جنت یا ہمیشہ کی جہنم کی صورت میں ہوگا۔

چنانچہ اگلی آیات میں موت کی منظر نگاری کی گئی ہے اور اس کا پورا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ فرمایا:

﴿كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ﴿٢٦﴾﴾

''ہرگز نہیں! جب کہ جان آ کر پھنس جاتی ہے ہنسلیوں میں۔''

یعنی جب نزع کے عالَم کا آغاز ہو جائے گا تو اس وقت صاف نظر آ رہا ہوگا کہ موت کا وقت آ گیا ہے۔ یہ وقت ہر شخص پر آنا ہے اور ہم میں سے ہر شخص کا مشاہدہ بھی ہے کہ ہمارے کتنے ہی عزیز و رشتہ دار اور دوست اللہ کے پاس پہنچ چکے ہیں۔ اُن پر بھی یہ وقت آیا تھا اور اس وقت تو ان کے لیے دعا یہ ہو رہی ہوتی ہے کہ جلدی سے جان نکل جائے تاکہ اس کو سکون آ جائے۔ اس کو سکون آئے یا نہ آئے، لیکن لواحقین کو تو سکون آئے گا کہ اس مرحلے سے گزر گیا۔ اب آگے اس کے لیے کیا مراحل آتے ہیں وہ تو وہی جانے گا۔ لہٰذا یہ سب ہمیں بھی بہت جلدی معلوم ہو جائے گا اس لیے کہ ہم میں سے ہر ایک کا وقت آنے والا ہے اور وہ آ کر رہے گا۔ کوئی بھی اس سے بچ نہیں سکے گا۔

﴿وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ﴿٢٧﴾﴾

''اور کہا جاتا ہے کہ ہے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا؟''

یعنی حکیموں سے علاج کرا لیا اور بڑے بڑے ڈاکٹروں اور پروفیسروں سے بھی کنسلٹ کر لیا، جتنا دوا دارو ہو سکتا تھا، وہ سب کر لیا، لیکن کوئی افاقہ نہ ہوا تو اب اسے بزرگوں کے پاس لے جایا جاتا ہے تاکہ وہ کوئی دم درود کر دے اور کسی طرح یہ موت سے بچ سکے۔

﴿وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿٢٨﴾﴾

''اور وہ سمجھ جاتا ہے کہ اب جدائی کی گھڑی آن پہنچی ہے۔''

رشتہ دار اور عزیز و اقارب تو اس کے علاج معالجے میں لگے ہوتے ہیں، لیکن جس پر یہ حالات گزر رہے ہوتے ہیں، اسے پتا چل جاتا ہے کہ اب رخصتی کا وقت آ گیا ہے۔

اگلی آیت میں جان نکلنے کی تکلیف کے مظاہر میں سے ایک کا ذکر کیا گیا ہے:

﴿وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿٢٩﴾ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ۨ الْمَسَاقُ ﴿٣٠﴾﴾

''اور پنڈلی پنڈلی سے لپٹ جاتی ہے۔ اُس دن تو تیرے رب ہی کی طرف دھکیلے جانا ہے۔''

اب تو ہر صورت رب کے حضور پہنچنا ہے اور اب واپسی کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ گویا یہ موت اعلان ہے کہ انسان کا اختیار مکمل طور پر ختم ہو گیا ہے۔ دنیا میں تو اللہ نے انسان کو اختیار دے رکھا تھا: ﴿اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ﴿٣﴾﴾ ''ہم نے اس کو راہ سمجھا دی، اب چاہے تو وہ شکر گزار بن کر رہے، چاہے ناشکرا ہو کر''۔ اب وہ اختیار ختم ہو گیا۔ جیسے کہ احادیث میں آتا ہے کہ زندگی کے آخری سانس تک توبہ کا دروازہ کھلا ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَالَمْ يُغَرْغِرْ)) (ترمذی) ''اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ قبول کرتا رہے گا جب تک کہ حلق کے اندر گھنگرو نہ بولے (یعنی عالم نزع واقع نہ ہو جائے)''۔ گویا جب موت کے واضح آثار شروع ہو گئے تو اب توبہ سمیت تمام اختیارات ختم ہو گئے۔ اب آگے عالم برزخ، میدانِ حشر اور قیامت کے تمام مراحل میں کسی کو کوئی اختیار نہیں ہے اور اب ہر

پریس ریلیز 8 اپریل 2016ء

سرمایہ دارانہ نظام آف شور کمپنیوں کے ذریعے بڑے سرمایہ داروں کو قانونی لیکن غیر اخلاقی تحفظ فراہم کرتا ہے

پانامہ لیکس سے ایک کروڑ 13 لاکھ کے قریب دستاویزات دنیا کے سامنے آئی ہیں ان میں نواز شریف کے بچوں کے نام بھی شامل ہیں

اسلام نے انسانیت کو بے مثل معاشی نظام دیا ہے

حافظ عاکف سعید

سرمایہ دارانہ نظام آف شور کمپنیوں کے ذریعے بڑے سرمایہ داروں کو قانونی لیکن غیر اخلاقی تحفظ فراہم کرتا ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطابِ جمعہ کے دوران کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ اِن کمپنیوں کے ذریعے ٹیکس بچانے کے علاوہ ڈرگ منی اور کرپشن سے حاصل کردہ پیسہ جمع کرایا جاتا ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ پانامہ لیکس سے ایک کروڑ 13 لاکھ کے قریب دستاویزات دنیا کے سامنے آئی ہیں ان میں روس کے صدر پیوٹن اور پاکستان کے وزیراعظم نواز شریف کے بچوں کے نام بھی شامل ہیں۔ اُنھوں نے اِس بات پر حیرت کا اظہار کیا کہ نواز شریف وزیراعظم ہوتے ہوئے یہ بھی نہیں جانتے کہ جوڈیشل کمیشن صرف حاضر جج کی شمولیت سے قائم کیا جا سکتا ہے وگرنہ دوسری صورت میں وہ انکوائری کمیشن کہلاتا ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ اسلام نے انسانیت کو بے مثل معاشی نظام دیا ہے جس کے مطابق نہ تو سرمایہ چند ہاتھوں میں سمٹ کر رہ جاتا ہے نہ سود کے ذریعے انسان کے ہاتھوں انسان کا استحصال ممکن ہے۔ پھر یہ کہ زکوٰۃ اور جزیہ کا نظام قائم کر کے ریاست کے ہر شہری کی بنیادی ضروریات پوری کرنے کا اہتمام کر دیا گیا ہے۔ اُنھوں نے وزیراعظم کو مشورہ دیا کہ اگر اُن کا دعویٰ درست ہے کہ انھوں نے ناجائز اور غیر قانونی دولت جمع نہیں کی تو اپوزیشن کا یہ مطالبہ پورا کر دینا چاہیے کہ کسی انٹرنیشنل آڈٹ کمپنی سے فرانزک آڈٹ کروا کر عدالت عالیہ کو پیش کر دیا جائے تاکہ وہ اس دولت کے قانونی اور غیر قانونی ہونے کا فیصلہ دے کر ملک کو کسی نئے سیاسی بحران سے بچا سکیں۔ اُنھوں نے کہا کہ ہم ہر نئے سانحہ کے بعد اِس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنانا ناگزیر ہے، لیکن ذاتی مفادات آڑے آ جاتے ہیں اور ہم نئے سے نئے بحران کا شکار ہو جاتے ہیں۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

ایک مکمل طور پر اللہ کے نظام کا پابند ہے۔

اگلی آیات میں خطاب کا رخ سردارانِ قریش کی طرف ہے اور مفسرین کے نزدیک ان آیات کا مصداق ویسے تو تمام سردار ہیں' لیکن بالخصوص ان آیات میں ابوجہل کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ فرمایا:

﴿فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ﴿۳۱﴾﴾

''پس اُس نے نہ تو تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی۔''

یعنی اللہ کے رسول ﷺ اس کے سامنے کائنات کے تمام حقائق کھول کر بیان کر رہے ہیں اور قرآن مجید پڑھ کر سنا رہے ہیں' لیکن وہ ہے کہ حضور ﷺ کی رسالت کو مانتا نہیں ہے۔ دل تو گواہی دے رہا ہے کہ یہ اللہ کے رسول ہیں' لیکن ڈھٹائی سے انکار کر رہا ہے۔ یہ ڈھٹائی ہر دور میں رہی ہے اور ابوجہل ہر جگہ اور ہر دور میں پائے جاتے ہیں اور آج بھی ہیں کہ سب کچھ سننے کے بعد بھی ٹس سے مس نہیں ہوتے۔

زیر مطالعہ آیت میں دوسری صفت اُس کی یہ بیان کی گئی کہ وہ نماز بھی نہیں پڑھتا۔ ایک تو یہ ہے کہ قرآن کی تعلیمات کے آگے سر جھکا دینا کہ یہی حق ہے اور پھر اس کی عملی شکل نماز ہے۔ گویا نماز مسلمان ہونے کی اولین نشانی ہے اور یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ ایک شخص ایمان کا دعویٰ کرتا ہو' لیکن نماز نہ پڑھتا ہو۔ اسی لیے اُس زمانے میں منافقین کو بھی پنج وقتہ نماز پڑھنی پڑتی تھی' ورنہ تو انہیں مسلمان ہی نہیں سمجھا جاتا۔ آج ہماری سوچ یہ ہے کہ فرض نمازیں نہ پڑھیں اور جمعہ بھی چھوڑ دیں تو اس سے ہمارے ایمان اور اسلام میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔

کہاں ایسی آزادیاں تھیں میسر
''انا الحق'' کہو اور پھانسی نہ پاؤ!

بہر حال یہ آج کے دور کا خاص معاملہ ہے' ورنہ ایمان اور نماز لازم و ملزوم ہیں اور دورِ نبوت میں تو نماز کے بغیر اسلام کا تصور ہی نہیں تھا۔

﴿وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۳۲﴾ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ﴿۳۳﴾﴾

''بلکہ اس نے جھٹلا دیا اور پیٹھ موڑ لی۔ پھر چل دیا اپنے گھر والوں کے پاس اکڑتا ہوا۔''

حضور اکرم ﷺ قرآنی آیات پڑھ کر سنا رہے ہیں تو وہ اُٹھا' تکبر سے اپنی چادر اپنے کندھے پر ڈالی اور اپنے گھر والوں کی طرف چل پڑا۔ گویا وہ زبانِ حال سے کہہ رہا ہے کہ (نعوذ باللہ) مجھے کوئی پروا نہیں تمہارے اس وعظ کی اور قرآنی آیات کی جو تم بیان کر رہے ہو۔

﴿اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۴﴾ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۵﴾﴾

''افسوس ہے تجھ پر' افسوس ہے! پھر افسوس ہے تجھ پر' افسوس ہے!''

اَوْلٰی اصل میں حسرت و ملامت اور نفرت و غضب کے اظہار کے لیے آتا ہے۔ آیت کا مفہوم یہ ہوگا کہ تیرے لیے اللہ کا غضب بھی ہے اور اللہ کی طرف سے تیرے لیے نفرت کا اظہار بھی ہے۔

﴿اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ﴿۳۶﴾﴾

''کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ اسے یوں ہی چھوڑ دیا جائے گا؟''

یعنی انسان یہ سمجھتا ہے کہ اس سے اس کے اعمال کا کوئی حساب کتاب نہیں ہوگا اور اس کا محاسبہ اور کوئی گرفت نہیں ہوگی۔

اس آیت کے بین السطور یہ مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی شے بھی بے مقصد پیدا نہیں کی۔ آج سائنس بھی کہہ رہی ہے کہ کائنات میں ایک پتا اور ایک تنکا بھی بے مقصد نہیں ہے تو جو اس پوری کائنات کا دولھا ہے' جو اللہ کی تخلیق کا شاہکار ہے' جسے اللہ نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے' جس میں اس نے اپنی روح پھونکی ہے اور جس کا مقام فرشتوں سے بھی اونچا ہے تو کیا اس کو بے مقصد ہی پیدا کیا ہوگا اور پھر اس کو بے لگام چھوڑ دیا ہوگا؟ جو ایسا سوچتے ہیں انہیں اپنی عقل کا ماتم کرنا چاہیے۔ یہی مضمون سورۃ المؤمنون کے آخر میں بایں الفاظ آیا ہے:

﴿اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾﴾ ''کیا تم نے سمجھا تھا کہ ہم نے تمہیں بیکار پیدا کیا تھا اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹائے نہیں جاؤ گے؟''

بہر حال ایک ذی شعور انسان اس کائنات اور انسان کی تخلیق پر غور و فکر کے بعد بالآخر اس منطقی نتیجے پر پہنچتا ہے اور بے اختیار پکار اٹھتا ہے: ﴿رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾﴾ (آل عمران) ''اے ہمارے پروردگار! تو نے یہ سب کچھ بے مقصد پیدا نہیں کیا' تو پاک ہے' پس تو ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے!''

منکرین قیامت کا ایک اعتراض یہ تھا کہ جب انسان کی ہڈیاں بھی گل سڑ جائیں گی تو پھر اسے کیسے دوبارہ پیدا کیا جائے گا تو اس کے جواب میں فرمایا:

﴿اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ﴿۳۷﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ﴿۳۸﴾ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۳۹﴾﴾

''کیا وہ حقیر پانی کی ایک بوند نہیں تھا جو (رحم مادر میں) ٹپکائی جاتی ہے؟ پھر وہ ایک علقہ بنا' پھر اللہ نے اس کو بنایا اور اس کے اعضاء درست کیے۔ پھر اسی سے اُس نے دو زوج بنائے' نر اور مادہ۔''

قرآن مجید کے مختلف مقامات' بالخصوص سورۃ المؤمنون میں انسان کی تخلیق کے تمام مراحل تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔ ان تفصیلات کی بنیاد پر ہی بہت سے لوگ ایمان لے آئے ہیں جن کی آنکھیں اللہ نے کھولیں کہ اُس زمانے میں ان باریکیوں کو جاننے کا کوئی ذریعہ ہی نہیں تھا' اس کے باوجود اتنی واضح اور اتنی مکمل معلومات سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے اور یہ سب بتانے والے یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔

﴿اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾﴾

''تو کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ مُردوں کو زندہ کر دے؟''

یہ ہے قرآن مجید کا طرزِ استدلال کہ اپنے اندر جھانکو' اپنی تخلیق پر غور کرو تو تمہارا دل ہی گواہی دے گا کہ وہ ذات ہر چیز پر قادر ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اگر اُس نے پہلی دفعہ پیدا کیا ہے تو وہ دوبارہ بھی پیدا کرنے پر قادر ہے۔

اس آیت کا انداز چونکہ سوالیہ ہے اس لیے اسے سن کر یا پڑھ کر ہماری زبانوں پر بے ساختہ یہ الفاظ آ جانے چاہئیں: ''کیوں نہیں! اے ہمارے پروردگار! تیری ذات پاک ہے۔ ہم گواہ ہیں کہ تو مردوں کو زندہ کرنے پر پوری طرح قادر ہے''۔ متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب اس آیت کو پڑھتے تو اس سوال کے جواب میں کبھی بَلٰى (کیوں نہیں!) اور کبھی سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ فَبَلٰى (پاک ہے تیری ذات' اے اللہ! کیوں نہیں!) جیسے الفاظ فرمایا کرتے تھے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم بھی اس سورت کے اختتام پر ان الفاظ کو پڑھا کریں!

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں آخرت کا ایمان جاگزیں کر دے اور ہمیں آخرت کا فکر کرنے والا اور آخرت کو دنیا پر ترجیح دینے والا بنا دے۔ آمین!

☆☆☆

راستہ خود ہی تباہی کو دیا ہے!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

لاہور، پنجاب کے دل میں سانحۂ اقبال پارک نے گہرا زخم چھوڑا ہے۔ تسلسل سے ایسے اندوہناک حادثے ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ قوم لکیر کی فقیر بنی میڈیا کے پٹتے ڈھولوں، طے شدہ روایتی سرخیوں کے پیچھے ممکنہ حقائق سے تجاہل عارفانہ برتتی ہے۔ دہشت گردی کی یہ جنگ نئی نہیں ہے۔ یہ پہلے عراق میں بھی لڑی جا چکی اور اب ہم اس سے نمٹتے ڈیڑھ دہائی گزار چکے ہیں۔ مت بھولیے کہ پاکستان کی معیشت اس وقت کولیشن سپورٹ فنڈ پر چل رہی ہے۔ امریکہ دہشت گردی بو کر، ہمارے حوالے کر کے چلا گیا۔ اسے قائم رکھنے، پھلنے پھولنے کے اسباب کم نہیں۔ ایٹمی پاکستان یوں (Bleed Out) خون بہہ بہہ کر کمزور تر ہوتا جائے...... کس کے مفاد میں ہے؟ یہاں پوری فضا اسلام سے برگشتہ کر دی جائے۔ ہر دھماکے کو اسلام سے نتھی اور دہشت گرد کا شرعی حلیہ میڈیا، سکولوں، کالجوں میں لگے اشتہارات کے ذریعے ذہنوں میں راسخ کر دیا جائے۔ دوسری جانب لبرل ازم کا ایجنڈا بڑھتا پھیلتا تیزی سے اپنی جگہ بنائے۔ خاندانی نظام کا شیرازہ بکھیر کر عورت کو خود مختاری، آزادی، حقوق کے نام پر بے راہ روی اور سر چڑھے پن کا نشہ رگ و پے میں اتار دیا جائے۔ یہ تمام باہم مربوط ایجنڈے ہیں۔ عراق جنگ کا حوالہ اس لیے اہم ہے کہ یہی طریق واردات وہاں رہا۔ تا آنکہ شدید ردعمل داعش کی صورت یوں اٹھ کھڑا ہوا کہ گویا جن بوتل سے باہر ہو رہا۔ تسلسل سے عوام الناس، عورتوں، بچوں، طالب علموں کو بے رحمانہ دھماکوں کا نشانہ بنانا جاری ہے۔ فطری طور پر نفرت اور غم کا جو لاوا اُمڈتا ہے اسے ایک دو کاغذی جہادی تنظیموں سے جوڑ کر رُخ اسلام کی طرف موڑ دیا جاتا ہے۔

اے پی ایس سے شروع ہو کر چارسدہ یونیورسٹی، قبل ازیں واہگہ بارڈر؛ اور اب گلشن اقبال پارک کے ان دھماکوں کی تمام دینی حلقوں نے شدید ترین مذمت کی، جو عین فطری تھی۔ دین بے گناہوں، عورتوں بچوں کے خون سے ہاتھ رنگنے کی اجازت حالت جہاد میں کفار کے لیے بھی نہیں دیتا، کجا یہ کہ مسلمان مملکت میں یہ سب کیا جائے۔ لیکن کیا مجبوری ہے کہ ساری شہ سرخیاں، اشتہار، بیانات مذہبی حوالہ ضرور دیتے ہیں۔ وزیراعظم کا یہ کہنا کہ مذہب کے نام پر بدامنی قبول نہیں چہ معنی دارد......؟ ان تمام واقعات کے نتیجے میں ملک بھر میں کیا ہوا؟ اہل دین پر کریک ڈاؤن کے لیے ذہن سازی ممکن ہوئی! دھڑا دھڑ پھانسیاں دینا اور لگے ہاتھوں ممتاز قادری کو پھانسی دے کر امریکہ سے تھپکی لینا، کولیشن سپورٹ فنڈ مزید پکا کروانا ممکن ہوا۔ نفرت کو لبرل، سیکولر، فاشسٹ، دیہاڑی داروں نے خوب ہوا دی۔ پورا ملک داڑھی، شرعی حلیے والے دہشت گردوں کی تصاویر سے بھر دیا گیا۔ معزز یونیورسٹی پروفیسرز، ڈاکٹروں، ذہین وفطین طالب علموں کو بلاثبوت غائب کیا گیا۔ کوئی پرسان حال نہیں۔ پوری قوم کے کان کتا لے گیا۔ سب دوڑ پڑے۔ عقل استعمال کرنے، کان چیک کرنے کو کوئی بھی تیار نہیں؟ یہ کھیل اسلام کا کمبل چرانے کو کھیلا جا رہا ہے۔

گلشن اقبال پارک دھماکے میں بہت کچھ آشکارا ہوا ہے۔ ہر سانحے میں خودکش لا ڈالنا یہاں اچانک بھونڈے طریقے سے فیل ہو گیا۔ پہلے تو آسانی سے لاشوں میں سے کوئی نہ کوئی ڈاڑھی والا میسر آ ہی جاتا رہا۔ یہاں زخمی ساتھی نے بھانڈا پھوڑ دیا۔ بلاشبہ مقتول مدرسے ہی سے تھا۔ قرآن بھی پڑھاتا تھا۔ پھرتی کا یہ عالم کہ بھائی باپ چچا تک جا پہنچ کر انہیں بھی گرفتار کرنے میں کوئی امر مانع نہ ہوا۔ مسکین، غریب، بے نوا جو ٹھہرے۔ یاد رہے کہ لبرل ازم کو شدید دھچکا ممتاز قادری کے فقید المثال، پُر امن باوقار عقیدت کا رخ متعین کر دینے والے جنازے سے پہنچا تھا۔ جذبات پر صبر وضبط کے باندھے بند حقیقی اسلام کا مظہر تھے۔ ہر نوعیت کے مسلکی اختلافات کی تدفین بھی شہادت کے موقع پر ہو گئی۔ لبرل ایجنڈے کو، سیکولر فاشسٹوں کو اس سے بڑا دھچکا نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اس کا مداوا ہونا ضروری تھا۔ سر پر لٹکتی ایک مزید تلوار یہ تھی کہ گلشن اقبال پارک میں ملک گیر سطح پر وفاق المدارس کانفرنس کا اعلان ہو چکا تھا۔ مقصود مدارس دینیہ کے خلاف کریک ڈاؤن پر اہل مدرسہ کو یکجا کرنا تھا۔ دھماکے نے ہونے والے انتظامات کو بھی التواء میں ڈال دیا۔ اچھے دینی مار دھاڑیے ہیں جو سارا نقصان مسلسل اہل دین کو پہنچا رہے ہیں؟ طالبان کا منحرف دھڑا کے کاغذی نام پر کہانیاں جڑ دی جاتی ہیں۔ تعلیمی اداروں پر حملوں کے نام پر نوجوانوں کو دین سے منحرف کرنے کی آبیاری کرنے والے کس کی خدمت کر رہے ہیں؟ لگے ہاتھوں سیکورٹی کے نام پر پورے ملک میں والدین، بچوں اور نظام تعلیم (نظریاتی ریڑھ کی ہڈی) کو زلزلہ براندام کرنے سے کس کے ایجنڈے پورے ہو رہے ہیں۔ لبرل ازم کے یا اسلام کے......؟ مفاد امریکہ کا پورا کیا جا رہا ہے یا ملک خداداد پاکستان کا۔۔۔؟

قادریؒ شہادت پر اندھا بنا رہنے والا میڈیا ایسے مواقع پر اسلام کی بدترین نفرت انگیز تصویر پینٹ کرنے میں کتنا مستعد ہے! بہترین کو چھپانا، بدترین اجاگر کرنا۔ 78 چینل اور ان کے اخبارات اسی کام پر مامور کیے گئے ہیں۔ قوم کو سوچنا ہوگا۔ امریکی بیان ہمارے خدشات کی تصدیق کرتا ہے۔ امریکی محکمۂ خارجہ فرماتا ہے: لاہور دھماکے سے دہشت گردی کے خلاف ٹھوس اقدامات کی ضرورت واضح ہو گئی۔ (دھماکوں کی آڑ میں ہی اب تک پکڑ دھکڑ، ظالمانہ قانون سازی ممکن ہوئی۔ مقصد پورا ہو گیا۔ کام بن گیا) چنانچہ امریکی کانگریس ویمن کیرولین میلونی نے پاکستانی سفارتخانے جا کر تعزیت فرمائی اور زخمیوں کی جلد صحت یابی کے لیے دعا کی ہے۔ (تمہی نے درد دیا ہے تمہی دعا دو گے) اور فرمایا کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ انجام تک پہنچائی جائے گی۔ (یہ نہیں بتایا کس کے انجام تک......؟ خدانخواستہ، خاکم بدہن۔ ان کے دل میں خار کی طرح کھٹکتے...... کے انجام تک؟) ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو! واللہ...... یہ دھماکے حد درجے مشکوک ہونے کی بنا پر تشویشناک ہیں۔ خصوصاً جبکہ ان سے اسلام کا منہ مارنے کی خدمت لی جا رہی ہو۔ ہر دھماکے کی آڑ میں لگے ہاتھوں پولیس مقابلوں میں مارا جا رہا ہو۔ بہ عجلت یکا یک آپریشن لانچ کیے جا رہے ہوں جس پر سویلین حکومت بھی جواز فراہم کرنے یا تصدیق سے قاصر ہو۔ دوسری جانب پُر اسراریت کے ساتھ ممتاز قادریؒ کی شہادت پر مدبرانہ رویہ دکھا کر قوم کا دل جیت لینے کے بعد ایک دھرنا تشکیل دے کر سویلین

حکومت کی رٹ کو پھر تارے دکھا دیئے جائیں۔ 50 کروڑ کا یہ تاوان کیوں اور کہاں سے اچانک مسلط کر دیا گیا؟ اُدھر را کے ایجنٹ کی ملک گیر بھرپور کارگزاریاں سامنے آنے کے باوجود سانحۂ گلشن اقبال پارک میں اس کا تذکرہ نہ ہوا۔ باوجودیکہ بے رحم سانحات کے پیچھے را کے سوا کون ہوسکتا ہے؟ لیکن جیسے دیہاتی عورت منے کے ابا کا نام کسی حال لب پر نہیں لاتی اسی طرح را بارے شرمیلے پن کا مظاہرہ حکمرانوں/ذمہ داران کی پرانی خو ہے۔ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے! ریمنڈ ڈیوس کی طرح کیا را بھی مقدس گائے ہے؟

یوں بھی وفاقی حکومت کے وزیر اطلاعات کی موجودگی کے باوجود (عجب جمہوریت ہے۔ کٹھ پتلی؟) را بارے پریس کانفرنس کے نفس ناطقہ ڈی جی آئی ایس پی آر تھے! وزیر صاحب کے ذمے صرف ان کے ادارے کی تعریف و تحسین تھی۔ یہ کیا بات ہے کہ ملکی سرحدوں کے محافظ ہی ہر قدم سویلین حکومت کی جگہ دکھائی دیں۔ دھماکوں کی تحقیق ہو یا اچانک آپریشن کی شروعات، سویلین حکومت صرف بغلیں جھانکتی دکھائی دے؟ ملکی سلامتی واستحکام کے لیے یہ کوئی نیک شگون نہیں۔ متقابل، آئینی تقاضوں سے منہ موڑے ایک ہانڈی میں دو کفگیر چل رہے ہوں......! سویلین حکومت مسلسل دباؤ میں نظر آئے۔ اس کی درستگی لازم ہے!

کھا چکی زنگ میرے ذوق عمل کی شمشیر
راستہ خود ہی تباہی کو دیا ہے میں نے!

☆☆☆☆☆

ضرورت رشتہ

☆لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 22 سال، تعلیم بی ایس سی (جاری)، کے لیے دینی مزاج کے حامل برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ لاہور کے رہائشی قابل ترجیح۔

برائے رابطہ: 0300-4598216

☆لاہور میں رہائش پذیر شیخ صدیقی اردو سپیکنگ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 22 سال، تعلیم بی ایس آنرز (انگریزی لیڑیچر)، قد 5.4، صوم وصلوٰۃ اور شرعی پردہ کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل پڑھے لکھے، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0333-4239886
0323-4771039

قابل غور

مشترکہ لائحہ عمل مگر کس لیے؟

حافظ عاکف سعید

آج جس موضوع پر گفتگو ہو رہی ہے میرے نزدیک اس کا تعلق صرف تحفظ حقوق نسواں بل تک محدود نہیں ہے جسے پنجاب اسمبلی نے منظور کیا ہے، واقعتاً یہ سب کچھ وزیراعظم کے اس ''اصولی فیصلے'' کا مظہر ہے جس میں انہوں نے لبرل اور پروگریسو پاکستان کا اظہار کیا ہے۔ یہ ایک عالمی ایجنڈا ہے جسے میں ابلیسی اور دجالی ایجنڈا کہوں تو غلط نہ ہوگا۔ عالمی قوتیں مصر اور پاکستان کو ایک ہی لاٹھی سے ہانک رہی ہیں۔ یہی دو ممالک فوجی قوت کے اعتبار سے عالم اسلام میں اہم حیثیت رکھتے ہیں۔ مصر میں بھی یہی اقدامات کیئے جا رہے ہیں۔ مصر جس تیزی سے سیکولرزم کی طرف آگے سے آگے بڑھ رہا ہے، اس سے ہم سب واقف ہیں۔ علامہ اقبال کے مطابق ؎

ہے اگر مجھ کو خطر کوئی تو اس اُمّت سے ہے
جس کی خاکستر میں ہے اب تک شرارِ آرزو

لہٰذا مغرب کو ان دونوں ممالک سے خطرات لاحق ہیں۔ اس شرارِ آرزو کو وہ ختم کرنے کے درپے ہیں۔ اس کے بعد اگلا قدم جیسا کہ کہا جا رہا ہے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیئے جانے کے دستوری شق کا خاتمہ ہے۔ یہ ان کے ایجنڈے میں شامل ہے۔ یہ بات ہمیں اس وقت سے معلوم ہے جب ہم نے چار سال قبل ناموس رسالت کی تحریک چلائی تھی۔ یہ چیز بالکل واضح تھی کہ جن کے حکم پر یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے، ایک آئینی ترمیم کے بعد مزید دو ترمیمیں آئیں گی۔ میں مودبانہ عرض کروں گا کہ عائلی قوانین کے حوالے سے حکومت کا موجودہ قدم ہمارے دینی اقدار پر پہلا حملہ نہیں ہے۔ اس کی ایک طویل تاریخ ہے۔ پاکستان میں عائلی قوانین سب سے پہلے 1964ء میں نافذ ہوئے تھے اور آپ کو یاد ہوگا کہ وہ غلام احمد پرویز کے مرتب کردہ تھے اور ایوب خان کے مارشل لاء کے ڈنڈے کے زور پر نافذ کئے گئے تھے۔ ان قوانین کو تمام مکاتب فکر کے علماء نے خلاف شریعت قرار دیا تھا۔ وہ قوانین آج بھی نافذ ہیں۔ اسی رخ پر اس میں اس بل کے ذریعے اضافہ کیا جا رہا ہے۔ اس کے بعد پرویز مشرف کے دور میں جب اسمبلی اپنا وقت پورا کرنے والی تھی تو تحفظ نسواں بل پاس کیا گیا تھا۔ علماء نے الحمدللہ اس وقت بھی احقاق حق کا فریضہ انجام دیتے ہوئے اخبارات میں بڑے بڑے اشتہارات شائع کیے تھے کہ یہ بل خلاف قرآن وسنت ہے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بغاوت ہے۔ لیکن اس بل کو منظور کر لیا گیا۔ اس کے خلاف کوئی تحریک نہیں چلی۔ لہٰذا یہ نہیں کہ ہمارے عائلی قوانین اسلامی تھے اور اب اس پر اچانک حملہ ہوا ہے۔ یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے۔ حقیقت کچھ اور ہے۔ میں اس کا تقابل بھارت کے مسلمانوں سے کروں گا۔ وہاں سرکاری اعداد وشمار کے مطابق مسلمانوں کی تعداد 11 فیصد ہے جبکہ مسلمانوں کا دعویٰ 15 فیصد کا ہے۔ بہرحال یہ ایک حقیقت ہے کہ وہ اقلیت میں ہیں۔ وہاں مسلمانوں نے حکومت سے منظور کروا لیا تھا کہ اقلیتی حیثیت سے ہمارے عائلی قوانین کو تحفظ فراہم کیا جائے گا۔ حکومت کی جانب سے اس میں کوئی چھیڑ چھاڑ نہیں ہو گی۔ 1985ء میں کلکتہ ہائی کورٹ نے شاہ بانو کیس میں ایک ایسا فیصلہ دیا جو اسلامی عائلی قوانین کے خلاف تھا۔ مسلمان اس فیصلے کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے تمام علماء کو اکٹھا کیا۔ تمام دینی جماعتوں اور مکاتب فکر کے علماء اس پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو گئے۔ مسلم پرسنل لاء بورڈ بنا۔ ان 11 فیصد مسلمانوں نے بڑے بڑے پُر امن مظاہرے کیے۔ گولیاں بھی چلیں، سینکڑوں افراد کی جانیں بھی گئیں۔ بالآخر راجیو حکومت نے گھٹنے ٹیک دیئے اور اس نے طے کر دیا کہ دستور میں مسلمانوں کے عائلی قوانین میں کوئی بڑی سے بڑی عدالت بھی مداخلت نہیں کر سکتی۔ راجیو گاندھی کا اس وقت کا یہ جملہ بھی ریکارڈ پر موجود ہے کہ میں نے دنیا کے مذاہب کی تاریخ کا اب مطالعہ کیا ہے تو مجھے معلوم ہوا کہ جو حقوق خواتین کو اسلام نے دیئے ہیں کسی اور مذہب نے نہیں دیئے۔ وہاں کے مسلمانوں نے 11 فیصد ہوتے ہوئے بھی اپنے عائلی حقوق کا تحفظ کر لیا۔ آج ہم اس ملک میں 96 فیصد ہوتے ہوئے بھی یہ نہیں کر سکے ہیں۔ پاکستان کو بنے ہوئے 70 سال

ہونے کو ہیں۔

اصل المیہ یہ ہے کہ یہ چھوٹا سا بل، جو کچھ ہوتا چلا آیا ہے، اس کے تسلسل میں اگلا قدم ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن نے صحیح فرمایا کہ ہمارا راستہ اور ہے اور واشنگٹن کا راستہ اور ہے۔ انہوں نے نواز شریف کو بالکل درست جواب دیا کہ کیا ہمارے اپنے عائلی قوانین نہیں ہیں؟ کیا اللہ نے ہمیں مکمل دین نہیں دیا؟ یہ اصل ایشو ہے۔ المیہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں سیکولر قوتیں مسلسل آگے بڑھ رہی ہیں۔ ہم صرف فتوے دے کر رہ جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم آج تک اپنے عائلی قوانین کی حفاظت نہیں کر پائے۔ میں مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کا ایک فقرہ آپ کو سنانا چاہتا ہوں۔ شاہ بانو کیس کے خلاف تحریک کے دوران انہوں نے فرمایا تھا کہ مسلمانو! اگر تم سے عائلی قوانین چھین لیے گئے تو مسجد میں تو تم مسلمان ہو گے لیکن اپنے گھر میں کافر ہو گے۔ وہ کوئی جذباتی بیان دینے والے آدمی نہیں تھے۔ آج ہم کہاں کھڑے ہیں؟ میں بھارت کے مسلمانوں کی عظمت کو سلام کرتا ہوں اور میری اپنی نگاہیں ہمارے ملک میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کی وجہ سے شرم سے ڈوب چکی ہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ ہمیں اب تحریک چلانی چاہیے۔ مسئلہ صرف عائلی قوانین کا نہیں ہے۔ میں معذرت کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا پورا ریاستی نظام باطل قانون کے تحت چل رہا ہے۔ آج بھی ہمارا عدالتی نظام وہی ہے جو انگریز چھوڑ کر گیا تھا۔ حوالہ دیا جاتا ہے 1898ء اور 1935ء کے برٹش ایکٹ کا۔ کیا اسلام کے پاس کوئی قوانین نہیں ہیں؟ کہتے ہیں نظامِ مصطفیٰؐ سب سے اچھا ہے لیکن اسے پاؤں تلے روند رہے ہیں۔ ہماری غیرت کو جوش نہیں آتا۔ ہمارا سیاسی، معاشی اور عدالتی نظام غیر اسلامی ہے۔ عریانی اور فحاشی کا سیلاب سرکاری سرپرستی میں آگے بڑھ رہا ہے اور اسے فروغ دیا جا رہا ہے۔ ہم خالص باطل نظام کے تحت زندگی گزار رہے ہیں۔ حالانکہ ہمارے دستور میں اسلام موجود ہے۔ میں نے کئی جید علماء سے رابطہ کر کے پوچھا ہے کہ آج پاکستان جس حال میں ہے اس پر سورۂ مائدہ میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے صادر کیے ہوئے فتوے پورے طور پر لاگو نہیں ہوتے، جن میں فرمایا گیا کہ جو اللہ تعالیٰ کے نازل شدہ احکام کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہی تو ظالم، کافر اور فاسق ہیں۔ سب نے جواب دیا کہ یقیناً یہ لاگو ہو رہے ہیں۔ جب صورت حال یہ ہے تو اللہ کی مدد کیسے آئے گی؟ ہم پر کیسے رحمت کی بارش ہو گی؟ ذلت اور مسکنت کا عذاب آج ہم پر مسلط ہے۔ ہمارے لیے اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں کہ بھرپور تحریک چلائیں۔ قادیانی مسئلہ بھی تحریک کے نتیجے میں حل ہوا تھا۔ دستور ہماری پشت پر ہے۔ عوام کو کھڑا کیا جائے اور پُرامن اور منظم تحریک چلائی جائے۔ ممتاز قادری شہید کے جنازے میں شریک عوام کے جذبات کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ کیا ہم اس صورتحال سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ اس وقت کرنے کا کام دراصل یہ ہے کہ اگر ہم یہ نہیں کرتے تو پھر ہمارا اللہ ہی حافظ ہے اور شاید ہمارے بارے میں اللہ کا فیصلہ جلد ہی آ جائے۔ وما علینا الا البلاغ

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ’’قرآن اکیڈمی K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور‘‘ میں

22 تا 24 اپریل 2016ء (بروز جمعہ نماز عصر تا اتوار نماز ظہر)

مدرسین کورس

(نئے و متوقع مدرسین کے لیے) کا انعقاد ہو رہا ہے،

زیادہ سے زیادہ مدرسین رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0323-4475001 0333-4562037
042-37520902 042-35442290

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 36366638-36316638(042)

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ’’قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی‘‘ میں

23 تا 29 اپریل 2016ء (بروز ہفتہ نماز عصر تا جمعۃ المبارک)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں مندرجہ ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہو گا۔ رفقاء ان موضوعات پر دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:

☆ جہاد فی سبیل اللہ ☆ اسلام کا انقلابی منشور

اور

22 تا 24 اپریل 2016ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار)

نقباء کورس (نئے و متوقع نقباء کے لیے)

زیادہ سے زیادہ رفقاء اور نقباء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 021-34306041 0332-1333395

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 36366638-36316638(042)

طاغوتی قوتیں ایران اور پاکستان کی مشترکہ دشمن ہیں تو ہم متحد ہونے کی کوشش کیوں نہیں کرتے؟

فوج اور حکومت اس وقت دو مختلف ایجنڈوں پر کام کر رہی ہیں۔ فوج جسے اہم ترین مسئلہ سمجھتی ہے حکومت اس کا ذکر ہی نہیں کرتی۔ (ایوب بیگ مرزا)

دہشت گردی کے خاتمے میں سب سے بڑی رکاوٹ زائنسٹ ہیں اور وہ برسلز جیسے واقعات کی آڑ میں عالمی سطح پر مسلمانوں کے ہولوکاسٹ کی تیاری کر رہے ہیں۔ (رضاء الحق)

سانحہ گلشن اقبال پارک لاہور، پاکستان میں RAW کا نیٹ ورک اور برسلز میں دہشت گردی کے موضوعات پر حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

مرتب: محمد رفیق چودھری

سانحہ گلشن اقبال پارک لاہور

سوال :ایوب بیگ صاحب! سب سے پہلے سانحہ گلشن اقبال پارک لاہور پر بات کریں گے۔ اس کے باوجود کہ ملک میں نیشنل ایکشن پلان پر عمل جاری ہے اور دہشت گردی کو روکنے کے لیے فوجی آپریشن ضرب عضب بھی ہو رہا ہے' اس سب کے باوجود لاہور میں اتنے خوفناک اور اندوہناک واقعہ کارونما ہو جانا کہ جس میں اتنی زیادہ ہلاکتیں ہوئیں اور سینکڑوں افراد زخمی ہوئے' یہ کیا ظاہر کرتا ہے۔ آخر پاکستان میں یہ ہو کیا رہا ہے؟

ایوب بیگ مرزا :وسیم صاحب! مجھے آپ کی اس بات سے جزوی سا اختلاف ہے کہ نیشنل ایکشن پلان پر عمل ہو رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ نیشنل ایکشن پلان پر عمل اس طرح نہیں ہو رہا جس طرح تمام جماعتوں نے مل جل کر طے کیا تھا۔ ہماری سیاسی حکومت نیشنل ایکشن پلان کو اس طرح سے Own کر ہی نہیں رہی جس طرح کہ اسے دلجمعی اور یکسوئی کے ساتھ کیا جانا چاہیے تھا۔ لہٰذا جو ''سیکیورٹی لیپس'' ہو رہے ہیں اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔ جہاں تک ضرب عضب کا تعلق ہے ہوسکتا ہے کہ یہ واقعہ اس کا ردعمل ہو' لیکن حال ہی میں را کا ایک حاضر سروس آفیسر پکڑا گیا ہے۔ ہماری اسٹیبلشمنٹ تقریباً 6 ماہ سے چیخ و پکار کر رہی تھی کہ ''را'' ہمارے ہاں تخریب کاری کا ایک مکمل نیٹ ورک بنا چکی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ مقامی لوگ ان کی مدد کر رہے ہوں لیکن اب جو شخص پکڑا گیا ہے یہ انڈین نیوی کا حاضر سروس آفیسر ہے۔ اس طرح کی مثال دنیا میں بہت کم ملتی ہے کہ کسی ملک کا حاضر سروس آفیسر دشمن ملک میں کارروائیاں کر رہا ہو۔ عام طور پر ایسی کارروائیاں وہ لوگ کرتے ہیں جن کا آرمی سروسز سے کوئی تعلق نہ ہو یا وہ ریٹائرڈ ہو چکے ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ماضی میں ہماری سیاسی حکومت اور اسٹیبلشمنٹ نے دشمن کے پھیلے ہوئے اس نیٹ ورک کو اتنی سنجیدگی سے نہیں لیا۔ لہٰذا ہمارے دشمن بھارت نے اس میں کوئی مضائقہ ہی نہ سمجھا کہ وہ اپنا حاضر سروس آفیسر یہاں بھیج دے۔

سوال :بیگ صاحب! ہمارے ہاں یہ ایک ٹرینڈ تو نہیں بن گیا کہ پہلے جو دھماکے ہوتے تھے وہ ٹی ٹی پی کے کھاتے میں ڈال دیئے جاتے تھے اور اب چونکہ ''را'' کا ایک آدمی پکڑا گیا ہے تو جو بھی یہاں تخریب ہو رہی ہے یا ہوگی اسے اب انڈیا کے کھاتے میں ڈال دیا جائے گا کہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ انڈیا کروا رہا ہے؟

ایوب بیگ مرزا :اصل میں TTP کرے یا انڈیا کرے' ہماری انٹیلی جنس کا کام یہ ہے کہ اس کا سراغ لگائے اور ہماری حکومتوں کا کام ہے کہ وہ قبل از وقت ان کو گرفتار کرے اور ان کے تخریب کاری کے منصوبوں کو ناکام بنائے۔ یہ حقیقت ہے کہ پاکستان کا اصل دشمن بھارت ہی ہے۔ کسی زمانے میں ضیاء الحق نے کہا تھا کہ دنیا کے کسی خطے سے بھی ہم پر حملہ ہوا تو ہم یہ سمجھیں گے کہ وہ بھارت کی طرف سے ہوا ہے۔ اس لیے کہ پاکستان پر کوئی بھی حملہ بھارت کی مدد کے بغیر عملی طور پر ممکن ہی نہیں ہے۔ بھارت نے ہمارے وجود کو پہلے دن سے تسلیم ہی نہیں کیا لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں دہشت گردی کے کسی واقعے کے بعد پاکستانی حکومت یا ایجنسیوں کا دھیان بھارت کی طرف چلے جانا کوئی انہونی بات نہیں ہے۔ جب سے بھارت میں بی جے پی حکومت بنی ہے' ان کے عزائم کو دیکھتے ہوئے اس میں کسی شک وشبے کی گنجائش نہیں کہ یہ سارے کام بھارت ہی کروا رہا ہو۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ اگر ہماری سیاسی حکومت نے اس مسئلہ کو عالمی سطح پر اٹھایا ہوتا، ہمارے میڈیا اور سفارت کاروں نے بھی اس حوالے سے مہم چلائی ہوتی اور ہم دنیا کو بار بار یہ بتا رہے ہوتے کہ بھارت پاکستان کے خلاف کیا کچھ کر رہا ہے تو بھارت کے حوصلے اتنے نہ بڑھتے۔ یہ سیکیورٹی کے حوالے سے بھی ہماری کمزوری، نااہلی اور نالائقی ہے اور سفارت کاری کے حوالے سے بھی ہماری حکومت کی یہ نااہلی ہے کہ دنیا کو ہم یہ باور ہی نہیں کروا سکے کہ بھارت پاکستان کے خلاف کیا کچھ کر رہا ہے۔

سوال :گلشن اقبال پارک میں دھماکہ ہوتا ہے اور اس سے اگلے ہی دن یہ اعلان کر دیا جاتا ہے کہ پنجاب میں بھی فوجی آپریشن ہوگا۔ کہا یہ جا رہا ہے کہ ان دو دنوں میں ہزار کے قریب لوگ پکڑے گئے ہیں اور اس فوجی آپریشن کا ٹارگٹ دینی مدارس اور مذہبی اور دینی جماعتیں ہیں اس پر آپ کیا کہیں گے؟

رضاء الحق : میرے خیال میں نیشنل ایکشن پلان کے تحت پنجاب میں آپریشن پہلے سے ہی طے شدہ تھا بلکہ کسی لیول پر جاری بھی تھا۔ سانحہ سے دو تین دن پہلے ایک خبر آئی تھی کہ نیب کے اصول وضوابط میں تبدیلی کے لیے ایک قرارداد اسمبلی میں لائی جا رہی ہے اور وہ خاص طور پر فیڈرل گورنمنٹ اور پنجاب گورنمنٹ کے خلاف کارروائی کے لیے تھی۔ لیکن سانحہ گلشن اقبال پارک کے بعد جب فوجی ایکشن کا اعلان ہوا تو یہ بات Back Burner پر چلی گئی اور پہلی بات جو سامنے آئی کہ اس میں مذہبی عناصر شامل ہیں تو as a first response آرمی نے مذہبی اداروں کو ہی ٹارگٹ کیا۔ لیکن انہیں ٹارگٹ کرنے کے بعد یہ چیز ختم نہیں ہوگی۔ اس کے بعد یہ پولیٹیکل سائیڈ پر بھی جائے

گی اور اس سے پنجاب گورنمنٹ اور سنٹرل گورنمنٹ بھی مبرا نہیں ہوں گے۔ تو میرے خیال میں یہ کوئی یکدم شروع کیا گیا آپریشن نہیں ہے۔ ایسا ہونا پہلے سے ہی طے تھا۔

سوال: آرمی چیف نے پنجاب میں آپریشن کا اعلان کیا اور پولیس کو بالکل لاتعلق کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ یہ آپریشن فوج اور رینجرز کرے گی۔ جبکہ وزیراعظم صاحب نے قوم سے خطاب میں کسی فوجی آپریشن کا ذکر نہیں کیا۔ کیا آپ اب بھی سمجھتے ہیں کہ فوج اور سویلین حکومت ایک Page پر ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: میں تو کبھی بھی نہیں سمجھتا کہ فوج اور حکومت ایک پیج پر ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی 68 سالہ تاریخ میں جہاں ہم نے سیاسی اور سفارتی سطح پر بہت سے گل کھلائے ہیں وہاں یہ بھی ہماری تاریخ کا حصہ رہا ہے کہ اگر اسٹیبلشمنٹ اور سیاسی حکومت میں اختلاف ہوا تو نتیجے میں ملک میں مارشل لاء لگ گیا۔ جبکہ دنیا میں یہ ہوتا ہے کہ اسٹیبلشمنٹ اور سیاسی حکومت میں اگر اختلاف ہوتا بھی ہے تو وہ ہدف پر نہیں بلکہ حصولِ ہدف کے ذرائع پر ہوتا ہے۔ اگر حکومت پہلے ہدف حاصل کر لے تو اسٹیبلشمنٹ withdraw کر لیتی ہے اور اگر اسٹیبلشمنٹ وہ ہدف حاصل کر لے تو حکومت withdraw کر لیتی ہے۔ جبکہ پاکستان اس وقت دنیا میں اپنے جو اثرات دکھا رہا ہے ان کے مطابق اگر سیاسی حکومت کا رخ شمال مغرب کی طرف ہے تو اسٹیبلشمنٹ کا رُخ مکمل طور پر مشرق کی طرف ہے۔ یعنی حکومت کسی اور ایجنڈے پر ہے اور فوج کسی اور ایجنڈے پر ہے۔ اس وقت یہ ہو رہا ہے کہ اسٹیبلشمنٹ نے را کے ایجنٹ کا پکڑا جانا میڈیا کے ذریعے ریاست کا سب سے بڑا مسئلہ بنایا ہوا ہے جبکہ دوسری طرف وزیراعظم تقریر کرتے ہوئے اس کا ذکر ہی نہیں کرتے۔ اندازہ کیجئے فرق کا کہ فوج کے نزدیک جو اہم ترین مسئلہ ہے، حکومت اس کا نام ہی نہیں لیتی۔ گویا پیج تو دور کی بات، یہاں تو کتاب ہی پھٹی ہوئی ہے۔

سوال: سندھ میں فوجی آپریشن شروع ہوا تو پنجاب والے کہتے رہے کہ بہت اچھا ہوا KPK اور بلوچستان میں بھی شروع کریں۔ سندھ والے کہتے تھے کہ پنجاب میں شروع کریں۔ عمران خان بھی کہہ رہے ہیں کہ پورے پاکستان میں ایک ہی طرح کا آپریشن ہونا چاہیے۔ سب جانتے ہیں کہ سندھ میں آپریشن نے نتائج دکھائے ہیں اور امن قائم ہوا ہے۔ دہشت گردی میں کمی آئی ہے۔ کیا پنجاب میں آپریشن سے امن وامان کے حوالے سے کوئی فرق پڑے گا؟

رضاء الحق: یہ بہت اہم سوال ہے۔ جب سندھ میں آپریشن شروع ہوا تھا تو پنجاب حکومت اور وفاقی حکومت کا اندازہ تھا کہ یہ آپریشن صرف سندھ تک ہی محدود رہے گا اور پھر ختم ہو جائے گا جبکہ فوج کے نزدیک اہم یہ تھا کہ پاکستان میں جہاں جہاں بھی کرپشن ہو رہی ہے، چاہے مذہبی لیول پر ہو یا سیاسی لیول پر اُس کو کسی بھی صورت میں ختم ہونا چاہیے۔ چنانچہ جب آپریشن کا رخ پنجاب کی طرف ہوا تو یہ پھر بھی سمجھ رہے تھے کہ یہاں پر مذہبی کرپشن ٹارگٹ ہو گی۔ لیکن یہاں پر تو اب اکنامک کرپشن کی بات ہو رہی ہے، اس میگا کرپشن کی بات ہو رہی ہے جو کہ تقریباً ہر صوبے میں ہوئی ہے اور پنجاب اور وفاق بھی ان سب میں شامل ہیں، لہٰذا یہ چاہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح آپریشن کو روکا جائے اور اگر روکا نہ جا سکے تو کم از کم اس کا رخ صرف مذہبی جماعتوں اور مدارس کی طرف موڑ دیا جائے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ فوج صرف مذہبی جماعتوں کو ٹارگٹ نہیں کرے گی بلکہ جہاں جہاں بھی دہشت گردی ہے، چاہے وہ اکنامک ہو، مذہبی ہو یا سیاسی' اس کو بھی سامنے رکھے گی اور ایسا ہونا بھی چاہیے۔ اگر ایسا ہو گیا تو اس کے بہت فائدے ہوں گے۔

> ماضی میں ہماری سیاسی حکومت اور اسٹیبلشمنٹ نے دشمن کے پھیلتے ہوئے اس نیٹ ورک کو اتنی سنجیدگی سے نہیں لیا۔ لہٰذا ہمارے دشمن بھارت نے اس میں کوئی مضائقہ ہی نہ سمجھا کہ وہ اپنا حاضر سروس آفیسر یہاں بھیج دے۔

پاکستان میں RAW کا نیٹ ورک

سوال: انڈین نیول آفیسر کل بھوشن یادیو کا اعترافی بیان ٹی وی پر آ گیا ہے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ اب یہ کیس فوجی عدالت میں چلا کر اسے قرار واقعی سزا دی جائے گی یا پھر ہماری جو سابقہ تاریخ رہی ہے کہ جو بھی انڈین ایجنٹس پکڑے جاتے ہیں ان کو ''جذبۂ خیر سگالی'' کے تحت واپس کر دیا جاتا ہے' اسی جذبے کے تحت اسے بھی واپس کر دیا جائے گا؟

رضاء الحق: اصولی طور پر ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ ایک شخص جس نے یہ اعتراف کیا ہے کہ میرا ایک مشن تھا جس میں علیحدگی پسندوں کو سپورٹ کرنا، ان کو فنڈنگ کرنا، ان کو دہشت گردی کے لیے ٹرینڈ کرنا شامل تھا اور اس کے لیے ان کا ایک پورا نیٹ ورک قائم ہے اور ان کے مشن کا اگلا حصہ پاک چائنہ تعلقات کو سبوتاژ کرنا تھا کہ پاکستان کا اقتصادی راہداری منصوبہ کامیاب نہ ہو سکے۔ لہٰذا اصولی طور پر تو ہونا یہ چاہیے کہ نہ صرف گرفتار ایجنٹ کو بلکہ اس کے پورے نیٹ ورک کو Uncover کر کے، اس میں جو بھی شامل ہیں ان سب کو ڈھونڈ کر، انہیں قرار واقعی سزا دی جائے۔ اگر پاکستان کا موقف یہاں پر تھوڑا سا بھی ڈھیلا پڑ گیا تو پھر دوبارہ یہ موقعہ ہاتھ نہیں آئے گا کہ ہم اپنے آپ کو ایک Backbone made of steel شو کر سکیں۔ آپ نے نوٹ کیا ہوگا کہ انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس نے بوسنیا کے مسلمانوں کی نسل کشی میں ملوث شخص کو دس سال کی عدالتی کارروائی کے بعد 40 سال قید کی سزا سنائی ہے۔ انٹرنیشنل باڈیز چاہے وہ جسٹس کی ہوں یا کوئی اور ہوں ان پر ہمیں کبھی بھروسا نہیں کرنا چاہیے۔ ہمارے پاس ہمارے اپنے ادارے موجود ہیں، ان کے تحت دہشت گردی کے خلاف جو Process چل رہا ہے اس کے مطابق کل بھوشن کو قرار واقعی سزا دیں اور اس کے نیٹ ورک کو بھی ختم کریں۔ تب پاکستان کے لیے ایک بہتر صورت حال سامنے آ سکتی ہے۔

ایوب بیگ مرزا: دیکھئے! شریعت کے تحت بھی اگر قتل کے جرم کا اعتراف ہو جائے تو سزا صرف اس صورت میں معاف ہو سکتی ہے کہ مقتول کے ورثاء اس کو معاف کر دیں۔ ہمارا ملکی قانون اور شریعت دونوں یہ کہتے ہیں کہ جو شخص فساد فی الارض کا مرتکب ہو اس کا جرم نا قابل معافی ہے۔ چونکہ یہ فساد فی الارض ہی ہے، دہشت گردی ہماری سلامتی کے ساتھ ایک بھیانک کھیل ہے جس سے کوئی ایک جان نہیں بلکہ کئی بے گناہ جانیں جاتی تھیں اور جا رہی ہیں لہٰذا اس کا جرم کسی بھی صورت میں (شرعی وقانونی) قابل معافی نہیں ہے اور میں آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر حکومت یا اسٹیبلشمنٹ اتنے سنگین جرم کو معاف کرتی ہے تو عوام پھر انہیں کبھی معاف نہیں کریں گے۔

برسلز میں دہشت گردی کا واقعہ

سوال: ہم دیکھتے ہیں کہ یورپی ممالک میں دوریاں سمٹ رہی ہیں۔ دیوار برلن بہت عرصہ پہلے گرا دی گئی تھی، یورپی یونین بن گئی، کرنسی ایک ہو چکی۔ لیکن ہمارے خطے کی بدقسمتی یہ ہے کہ پاکستان کی سرحدیں اپنے دو ہمسایہ اسلامی ممالک ایران اور افغانستان سے محفوظ نہیں ہیں۔ اگر یہ صورت حال ایسی ہی رہی تو پاکستان کیسے ترقی کرے گا اور کیسے آگے بڑھے گا؟

ایوب بیگ مرزا: آپ نے بالکل درست فرمایا۔ یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ جنگ عظیم اول اور دوم دونوں عیسائیوں کے درمیان ہوئیں لیکن نتیجہ ان کے اتحاد کے طور پر سامنے آیا جبکہ مسلمانوں میں تقسیم در تقسیم ہوئی، ان کی

نیشنل سٹیٹس بن گئیں، سرحدیں دوبارہ بنیں اور ملک چھوٹے ہو گئے۔ یعنی وہاں تدریجاً اتحاد آیا اور یہاں اختلاف اور انتشار۔ پاکستان کا معاملہ واقعی بدقسمتی کا ہے کہ افغانستان کی سرحدیں اس کے ساتھ ملتی ہیں لیکن وہاں سے ہمیں ایک عرصے سے دہشت گردی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے آپ کو یاد ہوگا افغانستان تو وہ ملک ہے جس نے یو این او میں پاکستان کی شمولیت پر بھی اعتراض کیا تھا۔ دوسری طرف ہم ایران کے بارے میں خوش فہمی کا شکار تھے کہ وہ ہمارا برادر اسلامی ملک ہے، اس کے ساتھ ہمارے بڑے اچھے تعلقات ہیں۔ لیکن حالات اس کے برعکس ثابت ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کل بھوشن یادیو کے معاملے میں بھی حکومت اور اسٹیبلشمنٹ کے نقطہ نظر میں افتراق نظر آتا ہے۔ ISPR کے مطابق جنرل راحیل شریف نے واضح طور پر ایرانی صدر سے اس معاملے پر بات کی ہے۔ لیکن ایرانی صدر کی جانب سے اس کی تردید کے جواب میں ISPR کے ترجمان نے کہا ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ایرانی صدر سے اس ایجنٹ کا ذکر نہیں کیا تھا لیکن بحیثیت مجموعی ہم نے یہ ذکر کیا تھا کہ ''را'' آپ کی زمین استعمال کر رہی ہے۔ اس پر سوائے افسوس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ تاریخ شاید ہے کہ ایران کے ساتھ بارڈر پر ہماری جھڑپیں بھی ہوتی رہی ہیں۔ ہم اسے امت مسلمہ کی بدقسمتی ہی کہہ سکتے ہیں۔ ہمیں سوچنا چاہیے کہ جب طاغوتی قوتیں اسلام کے حوالے سے ایران اور پاکستان دونوں کی مشترکہ دشمن ہیں تو ہم متحد ہونے کی کوشش کیوں نہیں کرتے۔''

رضاء الحق: دیکھئے! مغرب اس وقت پاور میں ہے اور وہ مسلم ممالک کو ایک دوسرے کے خلاف پراکسیز کے طور پر استعمال کر رہا ہے۔ ہمیں پراکسیز کے طور پر استعمال نہیں ہونا چاہیے بلکہ اپنی سوچ اور اپنی فکر کے مطابق مسلم ممالک کا ایک اتحاد بنانا چاہیے۔ جب ہم ایسا اتحاد بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے تو پھر ہی ہم کسی اگلے مرحلے کے بارے میں سوچ سکیں گے۔

سوال: یورپی یونین اور نیٹو جیسے اداروں کے مرکز برسلز پر حملہ جسے یورپ کے دل پر حملہ قرار دیا جا رہا ہے۔ اس پر آپ کیا کہیں گے؟

رضاء الحق: سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ مسلمانوں کی کوئی بھی چھوٹی یا بڑی آرگنائزیشن چاہے وہ القاعدہ ہو یا داعش، نہ تو ان کے پاس اپنی کوئی صلاحیت ہے، نہ ہی اپنے ہتھیار ہیں اور نہ ہی ان کے پاس اپنی کوئی پلاننگ ہے۔ اس کے باوجود ہارٹ آف دی یورپی یونین برسلز شہر پر حملہ جہاں یورپی یونین کی پارلیمنٹ بھی ہے، نیٹو کا ہیڈ کوارٹر بھی ہے اور سنٹرل بنک بھی ہے (اس وجہ سے ان حملوں کو یورپ کے دل پر حملہ قرار دیا جا رہا ہے) کچھ اور ہی ظاہر کرتا ہے اور اس کا تعلق کہیں اور جا کر جڑ رہا ہے۔ اگر ہم پیرس حملوں کو دیکھیں تو عبدالسلام نامی شخص برسلز میں آیا۔ اس نے پیرس حملوں سے دو ماہ پہلے آسٹریا اور ہنگری کا بارڈر کراس کیا اور پیرس میں داخل ہو گیا۔ وہاں پر جس گاڑی میں یہ موجود تھا اس گاڑی کی پچھلی سیٹ پر دو ایسے اشخاص بھی موجود تھے جو جعلی دستاویزات یا آئی ڈیز بنانے میں ماہر تھے۔ یورپی انٹیلی جنس ایجنسیوں کو پہلے سے معلوم تھا کہ یہ کون لوگ ہیں، کہاں پر ہیں اور ان کے اہداف کیا ہیں۔ تو پیرس حملوں میں زندہ بچ جانے والا عبدالسلام واحد شخص تھا۔ جب پیرس کا واقعہ ہوا تو وہ بلجیم چلا گیا اور وہاں پکڑا گیا۔ برسلز میں قید کر لیا گیا۔ اس پر

> **اگر حکومت یا اسٹیبلشمنٹ نے کل بھوشن یادیو جیسے سنگین مجرم کو حسب سابق معاف کیا یا ''جذبہ خیر سگالی'' کے تحت انڈیا کو واپس کیا تو عوام انہیں کبھی معاف نہیں کریں گے۔**

چارجز لگائے گئے اور کیس فائل ہو گیا اور اس کے ایک دن بعد برسلز میں حملے ہو گئے۔ اسی طرح کی کہانی خالد اور ابراہیم البروہی کی بھی ہے۔ ابراہیم البروہی کو بلجیم میں 2010ء میں دس سال کی قید ہوئی لیکن نامعلوم وجوہات کی بنا پر اس کو چھوڑ دیا گیا۔ اس کے دوسرے بھائی کو کار ہائی جیکنگ اور اسالٹ رائفل پولیس پر تاننے کے جرم میں پانچ سال قید کی سزا ہوئی۔ یہ سب چیزیں رپورٹڈ ہیں۔ لہٰذا عین ممکن ہے کہ ان کو بلیک میل کیا گیا ہو اور یہ پہلی دفعہ نہیں ہوا۔ 7/7 میں بھی ایسا ہی ہوا تھا، میڈرڈ حملوں اور نائن الیون میں بھی دیکھیں تو اس سے ملتے جلتے واقعات ہمارے سامنے آتے ہیں۔ تو یہ ایک پری پلان منصوبہ تھا۔ یعنی یہ ایک گریٹر پلان کا حصہ تھا۔ اسلام دشمن چاہتے تھے کہ یورپ میں ایسے واقعات ہوں جن میں مسلمان ملوث ہوں۔ اسلام اور مسلمانوں کا نام بدنام ہو، مسلمان آبادی جو وہاں پر رہتی ہے، وہ کارنر ہو۔ اس کے خلاف قوانین بنائے جائیں اور وہاں کی سٹیٹ اتھارٹی اس پوزیشن میں آجائے کہ جو چاہے مسلمانوں سے منوالے۔

سوال: بیگ صاحب! رضاء الحق صاحب کی باتوں سے لگتا ہے کہ مغرب میں دہشت گردی کے جو واقعات ہوتے ہیں وہ inside Job ہیں۔ کیا آپ اس رائے سے اتفاق کرتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: میں سمجھتا ہوں کہ گزشتہ صدی میں باقاعدہ ایک پلان بنایا گیا۔ کیونکہ یورپی ممالک اور امریکہ میں اسلام بہت تیزی سے پھیل رہا تھا، لوگ قرآن مجید اور احادیث کی حقانیت کو قبول کر رہے تھے اور وہاں Conversion بھی بہت ہو رہی تھی جس کے نتیجے میں ان کے تھنک ٹینکس یہ اندازے لگا رہے تھے کہ چند سالوں کے بعد کثیر تعداد میں لوگ مسلمان ہو جائیں گے۔ لہٰذا معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد اور اثر و نفوذ کو روکنے کے لیے باقاعدہ ایک پلاننگ کی گئی۔ اسی پلاننگ کے تحت یہ تمام واقعات ہوتے ہیں۔ چونکہ یورپ اور امریکہ میں جمہوریت ہے اور عوامی نکتہ نظر اور عوامی رائے کا احترام کرنا وہاں کی حکومتوں اور اسٹیبلشمنٹ کی مجبوری ہے اور مسلمانوں کے خلاف کوئی بھی بڑا قدم اُٹھانے سے پہلے وہ چاہتے ہیں کہ رائے عامہ کو ہموار کیا جائے۔ لہٰذا مسلمانوں کو بحیثیت قوم، بحیثیت اُمت دہشت گرد ثابت کرنے کے لیے یہ ساری پلاننگ کی گئی۔ نائن الیون کے بارے میں جگہ جگہ کہا جا چکا ہے کہ یہ ان سائیڈ جاب تھی۔ پیرس حملوں کے بعد ترکی کی طرف سے اطلاع کے باوجود کہ فلاں آدمی آپ کے ملک میں داخل ہو رہا ہے لیکن بلجیم کی انٹیلی جنس نے کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا۔ پھر جیسے رضاء الحق صاحب فرما رہے تھے کہ ایک سزا یافتہ آدمی کو قبل از وقت چھوڑ دیا گیا۔ اگر اسے دس سال قید کی سزا ہوئی تھی تو اس کو قبل از وقت چھوڑ دینے کا مقصد کیا تھا؟ ظاہر ہے اس کا تانا بانا اس بات سے جڑتا ہے کہ ایسے حادثات کروائے جائیں کہ یورپی اور امریکی عوام ذہنی طور پر یہ تسلیم کر لے کہ اسلام ایک دہشت گرد مذہب ہے اور مسلمان دوسری دنیا میں دہشت گردی پھیلانا چاہتے ہیں اور اس طرح مسلمانوں کو ختم کرنے کے پلان میں عوامی رائے کا تعاون حاصل ہو جائے۔

رضاء الحق: بالآخر یہ مسلمانوں کے ہولوکاسٹ کی تیاری ہو رہی ہے۔ نجم الکراوی جس نے پیرس حملوں اور برسلز حملوں میں بم بنائے۔ برسلز حملے کے بعد اس کے گھر پر ریڈ کیا گیا تو وہاں بم بنانے والی فیکٹری موجود تھی۔ وہاں پر اس کا DNA بھی ملا، کیمیکلز بھی ملے اور مزے کی بات یہ ہے کہ داعش کا ایک جھنڈا بھی ملا۔ یعنی سارے معاملے کو دانستہ مشکوک بنا دیا گیا۔ ہم عام طور پر یہ سمجھتے ہیں کہ مغرب میں پالیسی میکرز لبرل ہیں جبکہ یہ ہماری خام خیالی ہے۔ اس وقت Zionist یہود اور عیسائی جو وہاں حکومت کر رہے ہیں، اس حد تک مذہبی ہیں کہ وہ (باقی صفحہ 16 پر)

آزادئ نسواں اور اسلام

مفتی شفیق الدین الصلاح

بڑے ہی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جس ملک کو ''پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ کے نعرے لگا کر لیا گیا تھا، جس کو علامہ محمد اقبالؒ کے خوابوں کی تعبیر کے پیشِ نظر آزاد کرایا گیا تھا، جس کے وجود کے لیے بے شمار علماء، صلحاء اور اتقیاء نے خون کے نذرانے اور قربانیاں پیش کی تھی۔ آج اس خداداد مملکت کے سربراہان اپنے اسلاف واکابرین کے جذبات، حالات اور قربانیوں کو بھلا بیٹھے اور ان کے منشور اور جماعتی اعلان سے ہٹ کر ایک غیر اسلامی فعل کو وجود دینے کے خواہاں اور ساعی بن گئے، جنہیں غیر بھی دیکھ کے تو شرمائے۔ یہ اسلام کے نام پر بنا ملک ہے اور آج بدقسمتی سے اس میں عورت کے مساویانہ حقوق کے نام پر بے لاگ آزادی کا ایک غیر اسلامی نعرہ بلند کیا جاتا ہے۔ اس کے لیے بل پاس کیے جاتے ہیں۔ یہ اگر ایک طرف غیر اسلامی اور غیر فطری ہے، تو دوسری طرف اس بے زباں صنفِ نازک کے ساتھ ایک غیر معمولی ناانصافی اور ظلم بھی ہے۔

عورت کے کھلے مہار آزادی کے جس سنگین مسئلہ کی وجہ سے مغربی تہذیب موت وزیست کی کشمکش میں مبتلا ہے، اب ہمارے ملک پاکستان کو بھی شدت سے یہ مسئلہ درپیش ہوگیا ہے۔ اس مسئلہ سے نبٹنے کے لیے غیر معمولی عقلمندی، دانشوری اور ذہانت کی ضرورت ہے اور غیر جذباتی سوچ کی بھی، اس مرحلہ پر یہ مسئلہ جذباتی سوچ سے ہرگز حل نہیں ہوسکتا۔ ضرورت ہے کہ ہم عورت کے معاملہ میں مغرب کے تجربات، حالات اور پریشانیوں سے فائدہ حاصل کر کے ان غلطیوں سے پرہیز کریں، مغرب اس لعنت کا خمیازہ سالہا سال سے بھگت رہا ہے۔ وہاں عائلی نظام تلپٹ ہو چکا ہے، شرم وحیا اور مروت وحمیت کا لفظ اس کی لغت سے خارج ہو چکا ہے۔ حدیثِ پاک میں آخری زمانے میں انسانیت کی جس آخری پستی کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا گیا ہے کہ ''وہ چوپائیوں اور گدھوں کی طرح سرِ بازار شہوت رانی کریں گے'' اس کے مناظر بھی وہاں سامنے آنے لگے۔ ابلیس مغرب نے صنفِ نازک کو خاتونِ خانہ کے بجائے شمعِ محفل بنانے کے لیے ''آزادئ نسواں'' کا خوبصورت نعرہ بلند کیا، اور انہیں بازاروں، دکانوں اور دفاتر میں نوکرانی اور مزدور بنا کر کھڑا کر دیا۔ ناقصات العقل والدین کو سمجھایا گیا کہ پردہ ان کی ترقی میں حارج ہے، انہیں گھر کی چاردیواری سے نکل کر زندگی کے ہر میدان میں مردوں کے شانہ بشانہ کھڑا ہونا چاہیے، اس کے لیے تنظیمیں بنائی گئیں، تحریکیں چلائی گیں، مضامین لکھے گئے، کتابیں تصنیف کی گئیں، اور ''پردہ'' جو صنفِ نازک کی شرم وحیا کا نشان تھا، اس کی عفت وآبرو کا محافظ اور اس کی فطرت کا تقاضا تھا، اس پر ''رجعت پسندی'' کی آواز کسے گئے۔ اس مکروہ ترین ابلیسی پروپیگنڈے کا نتیجہ یہ ہوا کہ حوا کی بیٹیاں ابلیس کی دام تزویر میں آگئیں، ان کے چہرے سے نقاب نوچ لیا گیا، سر سے دوپٹہ چھین لیا گیا، آنکھوں سے شرم وحیا لوٹ لی گئی، زنا کے بازار گرم کیے گئے، جس کے نتیجہ میں بدامنی، قتل وغارت اور پردہ دری جیسے بھیانک مناظر وجود میں آنے لگے۔ اسے بے حجاب و عریاں کر کے تعلیم گاہوں، دفتروں، اسمبلیوں، گلیوں، بازاروں اور کھیل کے میدان میں گھسیٹ لیا گیا اور ان کو مردوں کے شانہ بشانہ کھڑا کیا، اس مظلوم اور بے زبان مخلوق کا سب کچھ لٹ گیا، لیکن نام نہاد روشن خیالوں کا جذبۂ عریانی وشہوانی تاہنوز تشنہ ہے۔

اور صرف یہ نہیں بلکہ ان کو اسلام کی طرف سے عطا کردہ تمام حقوق غصب کر لیے گئے، اور انہی فطری ذمہ داریوں پر ظلم کا لیبل چسپاں کر دیا گیا، آزادی کے اس مستانہ نعرے کی آڑ میں عورت پر دوہری ذمہ داریاں عائد کر دی گئی، نیز انہیں اعصابی اور عملی طور پر تھکا دیا گیا۔

دجالی قوتیں اب مغرب میں ان تمام خرابیوں، مشکلات اور نقصانات کے پائے جانے کے باوجود اسلامی ممالک میں اس سمِ قاتل کو منتقل کرنے کے لیے کوشاں ہیں اور خاص طور پر اسلام کے نام پر بنے اس قطعہ میں اپنے زہریلے اثرات کو پھیلانے میں مگن اور سرگرداں ہیں۔ اپنی عیاری اور چالاکی سے اس ملک پاکستان کی بھاگ دوڑ سنبھالنے والوں کو دھوکہ دے رہی ہیں اور ان کی وساطت سے بناتِ آدمؑ پر ناجائز، ناروا اور نازیبا مظالم ومصائب ڈھانے کی فکر میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ ان مسلمان بچیوں کو اسلامی تعلیمات میں غلطی اور نادرستگی کی یقین دہانی کرانے میں جان توڑ محنت کر رہے ہیں اور اس کے لیے مختلف حیلے وبہانے تلاش کرتے ہیں۔ حالانکہ شریعت اسلامی ایک معتدل، صاف اور سیدھا راستہ ہے، افراط وتفریط سے یکسر خالی ہے۔ دینِ محمدی میں جیسے باقی اعمال، احکام اور تعلیمات انسانیت کے فائدے اور بہتری کے لیے نازل کئے گئے ہیں، وہاں عورتوں کے حقوق کا مسئلہ بھی ان کی فطرت کے عین مطابق وارد کیا گیا۔ اسلام اس مسئلہ میں نہ تو افراط کی اجازت دیتا ہے، جو آزادی اور حقوق کے نام سے یورپ اور یورپ زدہ ملکوں میں عملاً پائی جاتی ہیں، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ انہوں نے عورت کی جنسی مساوات کے ساتھ ساتھ ''صنفی مساوات'' کو بھی تسلیم کر لیا، مگر اس غیر فطری اور غلط روش کی بدولت ''معاشرتی'' زندگی کی تباہی وبربادی کے جو عام مناظر ان ملکوں میں نظر آتے ہیں، ان کی صداقت کے لیے خود ان ملکوں کی حکومتوں کی رپورٹیں اور اخلاقی مصلحین کی تحریریں اور تقریریں زندہ جاوید شہادت ہیں۔

اور نہ وہ اس ''تفریط'' کا قائل ہے، جس کی بدولت جہالت کے ہاتھوں عورت کے ساتھ ایک باندی ''مملوکہ'' حیوان کا سا سلوک کیا جائے۔

بلکہ وہ عورت کا رتبہ کبھی ماں کی شکل میں بلند کر کے ان کے قدموں میں جنت کی خبر دیتا ہے اور کبھی بیوی، بہن اور بیٹی کی پرورش کی صورت میں آقائے نامدار ﷺ کے ساتھ جنت میں ایک ساتھ ہو جانے سے آگاہ کرتا ہے۔ اور ان کی کفالت، پرورش اور خدمت پر ابدی خوشخبریاں، رزق کی برکت اور عمر کی درازی کے مژدے سناتا ہے اور عورت کو انسانی حقوق میں مرد کے مساوی درجہ دیتا ہے اور ساتھ ہی ''صنفی خصوصیات'' کے اعتبار سے بعض معاملات میں ''مرد'' کو اس پر درجۂ فضیلت بھی بخشتا ہے۔ وہ ایک طرف اگر عورت کو مرد کی افضلیت کے انکار سے باز رکھتا ہے تو دوسری جانب مرد کو اس فضیلت سے ناجائز فائدہ اُٹھانے سے روکتا ہے، اور فضیلت وقوامیت کے بے جا استعمال کے ذریعہ جبر واستبداد اور وحشیانہ سلوک سے باز رکھتا ہے۔ اس طرح دونوں کے درمیان توازن قائم کر کے

انہیں عدل وانصاف کی راہ پر چلاتا ہے۔ ان دونوں کو ایک دوسرے کا مددگار بننے پر زندگی آرام وسکون کے ساتھ گزرنے کی نوید سناتا ہے، بلکہ اس کی تاکید اور اس پر اصرار بھی کرتا ہے۔ اسلام عورت کے سارے بنیادی حقوق کی ضمانت دیتا ہے، پہلے تو ماں، بیوی وغیرہ کی حیثیت سے مرد کو اس کی بنیادی ضرورتوں کی تکمیل کا ذمہ دار قرار دیتا ہے۔ لیکن اگر ایسے حالات پیش آجائیں کہ اپنا پیٹ پالنے کے لیے ملازمت کے بغیر عورت کے لیے کوئی راستہ باقی نہ رہے تو اسلام اس کی بھی اجازت دے دیتا ہے، مگر اس کے لیے یہ ضروری قرار دیتا ہے کہ عورت کی عزت وعصمت کی فضا قائم رہے، اور باپردہ پاکدامن بن کر غیر مخلوط روزگار اور جائز کسبِ معاش کی فکر کرے۔ اسی طرح اسلام نہ صرف عورت کی تعلیم کا حامی ہے بلکہ وہ اس کا علمبردار بھی ہے۔ لیکن اس کی تحصیل کے لیے صحیح اسلامی اصولوں کے مطابق مناسب اور فطری نہج اور طریقہ اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے۔

المختصر واضح ترین اسلامی تعلیمات ہونے کے باوجود غیر اسلامی احکامات نافذ کرنا اور حقوق نسواں کے نام پر تخریب کاری کرنا کجا درست ہوگا؟ بلکہ تاریخ میں اس عمل کو معاشرے، معیشت اور سماج کو تباہ وبرباد کرنے کا ہی ایک مشن اور تحریک شمار کیا جائے گا۔

حقوق، مساوات اور جدیدیت کے نعرے بلند کرنے والوں کو خود بھی یہ دیکھنا چاہیے کہ آزادی کے اس خوبصورت نعرے کے پردے میں اپنی عورتوں کو کتنے سخت امتحان اور کٹھن حالات میں ڈالا جا رہا ہے۔ اس معاملہ میں جذباتی ہونے کے بجائے ٹھنڈے دماغ سے حالات کا جائزہ لے کر فیصلہ کرنا چاہیے۔

اس لیے مناسب بلکہ ضروری ہے کہ اسے انسان سمجھا جائے، عورت کو اسلامی حقوق دیے جائیں، اور یہ بھی مان لیا جائے کہ ان کے بھی کچھ انسانی حقوق ہیں اور ان پر بھی کچھ فرائض اور ذمہ داریاں عائد ہیں۔

مساوات کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عورت مرد کے تمام معاملات میں مساوی ہو جائے کہ معیشت کے پیشے اور ملازمتیں تک کرنے لگے، اس لیے کہ اگر عورتیں ان امور میں مشغول ہو جائیں گی، تو وہ گھر کی سعادت کھو بیٹھیں گی، اولاد کو تباہ کر ڈالیں گی اور اپنی زندگی کو ٹینشن اور ڈپریشن کا جزولازم بنا دیں گی۔ حقیقت یہ ہے کہ عورت مرد کی شریک حیات بن جائے، امور خانہ داری کی تدبیر کرے، اولاد کی مصالح اور تربیت کا انتظام کرے، اور مرد عورت کا نان نفقہ اور تمام تر ضروری اخراجات باپ بھائی اور خاوند ہونے کی حیثیت سے اپنی تحویل اور ذمہ داری میں لے لے، اور اُسے گھر کی چاردیواری میں عفت، پاکدامنی اور سکون کے ساتھ زندگی بسر کرنے اور تمام معاشی اور دنیاوی تفکرات وخیالات سے نکالنے میں ساتھی، معاون اور رفیق بن جائے۔ لیکن یہ مطلب بھی نہیں کہ مرد عورت کا صرف معاشی کفیل ہے، نہیں! بلکہ اس کے دین واخلاق کی نگرانی کا ذمہ دار اور اس کی تادیب پر مامور بھی ہے کہ جیسے بادشاہ رعیت کی تادیب اور توبیخ کا کلی اختیار رکھتا ہے اسی طرح عورت کی بے راہ روی پر شریعتِ اسلامی نے مرد کو نگران مقرر کیا ہے۔ تاکہ معاشرے کی اصلاح میں ہر خاندان کا سربراہ اپنے خاندان کے افراد مرد وزن کے برے اعمال پر سرزنش اور پکڑ دھکڑ بھی کرے۔ تاکہ ہر فرد صاف نکھرا اور صالح بن کر معاشرے میں قدم رکھے، اور یوں ہی امن وامان والے نیک معاشرے کو وجود ملے۔

☆☆☆

لمحۂ فکریہ

انصاف کے تقاضے اور مشرف کیس

محمد فہیم
mfaheemdir@yahoo.com

ساٹھ کی دہائی کی ایک ہندوستانی فلم ''عدل جہانگیر'' کا ایک دلچسپ سین اور شہنشاہ جہانگیر کے کردار ادا کرنے والے اداکار کی خود کلامی کچھ اس طرح تھی ''اگر قانون رحم کی چادر اُوڑھ لے تو دنیا سے انصاف کا نام مٹ جائے گا۔'' اس ایک جملہ میں عدل وانصاف کی پوری داستان موجود ہے۔ اسی طرح سیانے کہتے ہیں کہ ''اگر قانون سیاسی مصلحتوں کا شکار ہو جائے تو عدل کی راہ میں پہاڑ جیسی رکاوٹیں کھڑی ہو جائیں گی اور انصاف ملنا مشکل ہو جائے گا۔'' مشرف کی مختلف حیلوں بہانوں سے ملکی عدالتوں کی تضحیک اور پھر انہی بہانوں کے طفیل ملک سے باہر جا کر آزاد ہونا ایک سوالیہ نشان ہے۔

وزیر داخلہ کا یہ کہنا غالباً کوئی وزن نہیں رکھتا کہ PPP کی حکومت نے مشرف کے خلاف کارروائی نہیں کی تھی۔ صاف ظاہر ہے کہ پیپلز پارٹی کا ان کے ساتھ ''دوستوں'' کی وساطت سے ایک ڈیل ہو چکا تھا۔ لہٰذا اس حکومت کو اگر یہ الاؤنس دیا جائے کہ اس کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے تو بات کچھ زیادہ غلط نہیں ہوگی۔ جبکہ موجودہ حکومت ایک منتخب حکومت ہے اور کسی ڈیل کے نتیجہ میں نہیں بلکہ عوام کے ووٹ سے منتخب ہو کر آئی ہے۔ مشرف نے عدالتوں کی توہین کی ہے کیونکہ اس نے حیلے بہانوں سے مقامی عدالتوں میں بروقت حاضری سے گریز کیا۔ لہٰذا یہ تو عدالتوں کا کام ہے کہ وہ کس طرح اس طرح کی صورت حال سے نمٹتی ہیں۔ لیکن موجودہ حکومت کو معلوم ہے کہ جس ملزم کو اس نے محفوظ راستہ دے کر نکالا اس کے خلاف نہ صرف آئین کے دفعہ 6 کے تحت خصوصی عدالت میں مقدمہ چل رہا ہے بلکہ اس پر ملک کے معروف سیاستدان بے نظیر بھٹو، قبائلی سردار اکبر بگٹی اور جامعہ حفصہ کی بچیوں کے قتل کے بھی الزامات ہیں۔ یہاں پر چیف جسٹس آف پاکستان کے یہ ریمارکس قابل غور ہیں:

"If the government thinks that Musharraf shall not leave the country, then it is free to pass an order. The government wanted the court to regulate Musharraf's movements which was actually the governmnt's job."

حیران کن بات یہ ہے کہ ملزم عدالت میں حاضری سے تو معذور ہے لیکن بیرونی ملک سفر نہایت آرام سے کر سکتا ہے۔ وہ روز اول ہی سے عدالتی احکام کو درخور اعتنا نہ سمجھتے ہوئے عدالت حاضری سے کنی کتراتا تھا۔ 2014 میں سپیشل کورٹ میں حاضری سے بچنے کے لیے بھی ایسا ہی ڈراما رچایا تھا۔

موجودہ وزیر اعظم نواز شریف کا 2013ء الیکشن کے دوران یہ اعلان ریکارڈ پر ہے کہ وہ 3 نومبر 2007 کے غیر قانونی اقدام پر مشرف کے خلاف قانونی کارروائی کریں گے لیکن اب جا کر اس کارروائی کو منطقی انجام تک پہنچانے کے بغیر ملزم کو راہداری دے دی۔

دوسری طرف دوبئی پہنچنے پر مشرف نے اپنی صحت کے تحفظات کو ایک طرف رکھ کر سیاسی ملاقاتیں شروع کر لی۔ فیس بک پر اور بھی مناظر دستیاب ہیں۔ جن میں وہ سب کچھ دکھائی دیتی ہیں جو دبئی کے آرام دہ اور پُرتعیش ہوٹلوں کا خاصا ہے۔ یہ بھی ایک سوالیہ نشان ہے کہ ڈاکٹروں کے سرٹیفکیٹ پر حکومت نے کوئی Count & cheking نہیں کرائی۔ ہمیں نواز شرف کے وعدے یاد ہیں جو وہ جمہوری نظام کے استحکام، پارلیمنٹ کی بالادستی، رول آف لاء، کرپشن کا خاتمہ، ٹیکسوں کی ادائیگی، فضول خرچی کا خاتمہ، طاقت کا غلط استعال اور اسی طرح دیگر معاملات پر کرتے تھے۔ کیا مشرف کو محفوظ راستہ دینے پر پارلیمنٹ کو اعتماد میں لینا ضروری نہیں سمجھا گیا؟ کہاں گئی پارلیمنٹ کی بالادستی؟ عوام سمجھتے ہیں کہ ملک میں انصاف کی حکمرانی اور ظالموں کو انصاف کے کٹہرے میں کھڑے کرنے کے عمل کو زبردست نقصان پہنچایا گیا ہے۔

اگر تو 3 جج پر مشتمل سپیشل کورٹ نے 31 مارچ کو (جیسے کہ اخبارات میں خبر گزری ہے) مشرف کو عدالت طلب کیا ہے۔ دیکھتے ہیں اس کی تعمیل ہوتی ہے یا نہیں۔ اس کا سابقہ رویہ عدالتوں کے متعلق راز نہیں رہا۔ اس صورت حال پر سینٹ کے چیئرمین کا بھی بہت مختصر مگر بہت با معنی بیان آیا ہے۔ وہ کہتے ہیں:

"The governent is trying to hide behind the court"

اسی طرح سپیشل کورٹ نے بھی ایک دفعہ اپنے آرڈر میں لکھا تھا:

" It is clear that the accused has failed to obey & comply with the orders of the court"

مشرف نے بھرپور کوشش کی کہ اس ملک کے اسلامی تشخص کو مٹا کر اسے ایک ننگا سیکولر ملک بنائے۔ لہٰذا اس نے نیم برہنہ اور مخلوط محافل اور میراتھن ریس' جیسی چیزوں کی حوصلہ افزائی کی تاکہ ملک میں بے حیائی کو مزید فروغ حاصل ہو۔ اس نے اتاترک جیسے بے دین انسان کو اپنا آئیڈیل بنا کر اپنی ذہنی کیفیت کا برملا اظہار کیا تھا۔ عورتوں کے حقوق کے بہانے خواتین کو 33% نشستیں صرف اپنے مغربی آقاؤں کی خوشنودی کے لیے مختص کر دی تھیں۔ حالانکہ امریکہ جیسے آزاد منش ملک میں بھی اتنا کوٹہ مخصوص نہیں۔ نصاب سے اسلامی تعلیمات کو نکالنے کے لیے اقدامات کر دیئے اور اس کام کے لیے زبیدہ جلال جیسی عورت کو ذمہ داری سونپ دی تھی۔ بیرونی طاقتوں کی ایما پر NRO کرا کر اس ملک کے مفاد کے خلاف کام کیا۔ لیفٹننٹ کرنل شاہد عزیز کی کتاب مشرف کی غلط پالیسیوں پر ایک اہم ڈاکومنٹ ہے۔ لال مسجد خونریزی کی رپورٹ میں اس قتل عام کے لیے مشرف، شوکت عزیز اور اس کے کیبنٹ کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔

کولن پاول کے ایک ٹیلیفونک دباؤ پر مشرف نے سب کچھ ایک ظالم حملہ آور (امریکہ) کے قدموں میں رکھ کر غلامی کا طوق گلے میں ڈالا جس سے آج تک ہمارے حکمرانوں کی گلوخلاصی نہ ہو سکی۔

اس کے دور میں اسلام اور اسلامی اقدار وشعائر کے خلاف جو میڈیا وار شروع ہو چکی تھی وہ آج بھی زیادہ تیز روی کے ساتھ جاری ہے۔ یہ مشرف ہی ہے جس نے بیرونی جنگ کو ہماری جنگ بنا کر ہمارے ملک کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ اپنے اوپر جاری کردہ جنگ پر ہمارے تقریباً ایک لاکھ جانیں (سویلین + فوجی) قربان ہو چکی ہیں اور 80 بلین سے زیادہ املاک کی تباہی ہو چکی ہے اور تاحال معاملہ جاری ہے۔ اس کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے ملک کے اندر دہشت گردی فروغ پا چکی ہے جس میں بیرونی ہاتھ ملوث ہیں اور جس کا ہماری سابقہ اور موجودہ حکومتیں برملا اظہار کر چکی ہیں۔

20 کروڑ عوام تو ہر چیز کی قانونی اور سیاسی نکات کے متعلق علم نہیں رکھتے۔ ان کا تو سوال صرف یہ ہے کہ مشرف کے خلاف جتنے الزامات ہیں، کیا ان کے سلسلہ میں انصاف کے تقاضے پورے ہو چکے؟ اور کیا عدالتوں نے ان کو ان الزامات سے بری کر دیا ہے؟ اور اگر نہیں تو حکومت وقت نے کس "جمہوری" طریقے سے اتنے بڑے ملزم کو کسی پارلیمنٹ یا عوام کو اعتماد میں لئے بغیر اس کی خواہش کے مطابق چلتا کر دیا۔ ایسی کارروائی کے لیے تو کسی "شہنشاہیت" میں بھی گنجائش مشکل سے ہو سکتی ہے چہ جائیکہ ایک "جمہوری" نظام میں ایسے ناممکنات کو ممکن بنایا جائے۔ سوال کا جواب حکمرانوں کے ذمے ہے کہ وہ عوام کو مطمئن کریں یا پھر یہ اعلان کر دیں کہ اس ملک میں عدل، انصاف، جمہوریت جیسی چیزیں صرف دکھاوے کے لیے ہیں، حقیقتاً کچھ نہیں۔

☆☆☆

بقیہ: زمانہ گواہ ہے

ایک ایسی جنگ کا انتظار کر رہے ہیں جس کا ذکر سورۃ الکہف کی دو آیات میں آیا ہے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ ۔۔۔۔۔ عِوَجًا﴾ (آیت: 1)

عوج کہتے ہیں کسی قسم کی ٹیڑھ کو۔ جو بھی ٹیڑھ اور فساد ہو سکتا ہے زائنسٹ اس میں ملوث ہیں۔ اگلی آیت کا ایک حصہ ہے

﴿قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا﴾ (آیت: 2)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرمایا کرتے تھے کہ یہاں بَاْسًا شَدِیْدًا کے ذیل میں ایک بہت بڑی جنگ کا ذکر ہے۔ اس جنگ کو Old Testament میں آرمیگاڈان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ احادیث مبارکہ میں اس کو الملحمة العظمیٰ کہا جاتا ہے۔

سوال: دہشت گردی اس وقت بین الاقوامی مسئلہ بن چکی ہے۔ دنیا کی سپر طاقتیں اور یو این او کبھی رنگ و نسل سے بالاتر ہو کر اس کے اسباب اور حل پر غور کرے گی؟

رضاء الحق: یہ ایک Utopia تو ہو سکتا ہے مگر On the Ground یہ ممکن نہیں اور اس کی وجہ زائنسٹ یہودی ہیں جو اپنے آپ کو Chosen People قرار دیتے ہیں اور یروشلم کو وہ Chosen Land قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے وہاں پر قبضہ کیا ہوا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ وہاں وہ گریٹر اسرائیل قائم کریں۔ وہی زائنسٹ اقوام متحدہ کی پشت پر سوار ہیں اور اس کو کنٹرول کر رہے ہیں۔ US کانگریس میں اکثریت زائنسٹ یہودیوں کی ہے اور زائنسٹ کرسچن بھی ہیں۔ یہ دونوں ایک جیسے ہی ہیں اور جب تک یہ اپنا ہدف حاصل نہیں کر پاتے، اس وقت تک بے گناہ لوگوں کی جتنی جانیں جائیں، انہیں اس سے کوئی غرض نہیں ہے۔ وہ باقی لوگوں کو Goyims کے طور پر سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک ایک مچھر کو مارنا یا ایک نان کرسچن کو مار دینا ایک جیسا ہی ہے۔ یہ دہشت گردی کے مسئلے کو منصفانہ اور برادرانہ طور پر حل کرنے کے لیے قطعاً تیار نہیں ہیں بلکہ یہ اس کو مزید بڑھا کر مڈل ایسٹ میں لے جانا چاہتے ہیں اور اس حد تک لے کر جانا چاہتے ہیں کہ لوگ جن کی میڈیا کے ذریعے برین واشنگ ہو چکی ہو، ان کے اہداف کے حصول کی راہ میں حائل نہ ہو سکیں۔ مختصراً یہ کہ یہ معاملہ حل ہوتا ہوا نظر نہیں آتا۔

ایوب بیگ مرزا: اگر انہوں نے اس معاملے کو حل کرنا ہوتا تو جیسے میں نے عرض کیا کہ انہوں نے پچھلی صدی میں معاملات کو اس نہج تک پہنچانے کی باقاعدہ پلاننگ کی ہے۔ ایک کام وہ بڑی پلاننگ سے کر رہے ہیں اور ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ان کی پلاننگ کامیاب ہو رہی ہے تو وہ کیونکر اس سے دستکش ہو جائیں گے؟

قارئین پروگرام "زمانہ گواہ ہے" کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

حلقہ گوجرانوالہ کے زیراہتمام دوروزہ تربیتی پروگرام

پروگرام 27، 28 فروری 2016ء کو منعقد ہوا جس میں نائب ناظم اعلیٰ ڈاکٹر عبدالسمیع کو خصوصی طور پر دعوت دی گئی۔ بعد نماز عصر راقم نے رفقاء کو خوش آمدید کہا اور چند ابتدائی کلمات کہنے کے بعد ناظم رابطہ جناب سرفراز احمد چیمہ کو دعوت دی۔ انہوں نے کچھ نصائح ووصایا کی تذکیر کی اور تربیت گاہ کی اہمیت پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ بعد نماز مغرب جناب عبدالسمیع نے سورۃ الشوریٰ کی آیات کا درس دیا۔ انقلابی فکر اور انقلابی کردار کو تفصیل سے بیان کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نبی اکرم ﷺ کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو بطور مثال پیش کیا۔

28 فروری کی صبح رفقاء کی اکثریت تہجد کی اذان سے پہلے اٹھ گئی۔ بعد نماز فجر علی جنید میر نے ''ایمانیات ثلاثہ'' پر درس دیا۔ وقفہ کے بعد جناب نادر عزیز نے ''دعوت'' کے موضوع پر گفتگو کی۔ انہوں نے سورہ ''نوح'' کی آیات پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور دعوت میں استقامت کی مثالیں پیش کیں۔ بعد ازاں جناب ظہیر نے ''درس حدیث'' دیا، جس کا موضوع بھی دعوت تھا۔ انہوں نے تجدید ایمان، تجدیدِ عہد اور توبہ کو بنیاد قرار دیتے ہوئے دعوت کی اہمیت وفضیلت پر تفصیل سے گفتگو کی۔

چائے کے وقفے کے بعد جناب محمود نے ''دعوت کی عملی صورتیں اور مسائل'' ملٹی میڈیا کے ذریعے بیان کیے۔ رفقاء نے ان کے بیان کو بہت پسند کیا۔

ڈاکٹر عاشر گھمن نے سہ ورقہ ''تنظیم اسلامی کی دعوت'' کا مطالعہ کروایا۔ تربیت گاہ کا اختتام دن ایک بجے مسنون دعا کے ساتھ ہوا۔ تربیت گاہ میں سو سے زائد رفقاء نے حصہ لیا۔ (مرتب: خادم حسین)

حلقہ پنجاب شمالی کے زیراہتمام سہ ماہی اجتماع

یہ اجتماع 28 فروری 2016ء بروز اتوار قرآن کمپلیکس کی زیرتعمیر مسجد بمقام پیھونٹ اسلام آباد میں صبح نو بجے حافظ حنظلہ ابرار کی تلاوت سے شروع ہوا۔ نظامت کے فرائض ناظم تربیت حلقہ نعمان واجد نے سرانجام دیے۔

سب سے پہلے جناب محسنین علی نے تعلق مع اللہ پر تفصیلی گفتگو کی اور قرآنی احکامات کی روشنی میں واضح کیا کہ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تمہیں بیکار پیدا کیا گیا ہے اور آزمایا نہ جائے گا؟ آج کل کا مسلمان اپنا اصلی مقصد بھول گیا ہے۔ حضرت محمد ﷺ غار حرا میں غور وفکر والی عبادت کیا کرتے تھے۔ انسان کس مقصد کے لیے پیدا ہوا ہے؟ دین کو قائم کرنا ہمارا اولین مقصد ہونا چاہیے۔ اللہ سے تعلق کے لیے نماز قائم کرنا بہت ضروری ہے لیکن اگر لوگ اہمیت نہیں دیتے تو پھر جنت کا حصول کیسے ہوگا اور جہنم سے کیسے نجات ملے گی۔ نماز تہجد کا اہتمام بھی تعلق مع اللہ میں ممد ومعاون ثابت ہوتا ہے۔ اس کے بعد جناب شفاء اللہ نے ''سیرۃ النبی ﷺ سے لیڈر شپ تک کے اصول'' پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ اقامت دین فرض ہے۔ یہ نہ سوچیں کہ ہم تعداد میں کم ہیں، وسائل کم ہیں، ہمیں حدیث جبرائیل علیہ السلام کی روشنی میں احسان کے درجہ پر عبادت کرنی ہوگی اور جب بھی غلطی ہوجائے فوراً استغفار کرنی چاہیے۔

اس کے بعد جناب عادل یامین نے ''علم کی فضیلت، اہمیت اور اقسام'' پر گفتگو کرتے ہوئے واضح کیا کہ عام طور پر لوگ عبادت کے مقابلے میں علم کو کم تر سمجھتے ہیں حالانکہ علم سے دینی جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ قرآن حکیم میں پہلی وحی میں بھی پڑھنے اور علم حاصل کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو علم کی بنا پر خلافت دی گئی۔ علم کی وجہ سے انسان کے درجات بلند ہوتے ہیں۔ دین کا پیغام پہنچانے کے لیے دینی علم کا ہونا ضروری ہے۔ اگر یہ نہ ہوگا تو دجالیت کا علم بڑھے گا جس سے انتشار وفساد پیدا ہوگا۔ اکثر لوگ دنیاوی علم یعنی انگریزی، جرمن، چینی زبان دو ماہ میں سیکھ لیتے ہیں جبکہ قرآن کا علم نہ خود سیکھتے ہیں اور نہ ہی اپنے بچوں کو سکھاتے ہیں، حالانکہ اصل علم قرآن کا ہی ہے۔

جناب ڈاکٹر خالد نعمت، صدر انجمن خدام القرآن راولپنڈی اسلام آباد نے واضح کیا کہ ڈاکٹر علامہ اقبالؒ اور ڈاکٹر اسرار احمدؒ دونوں کی خواہش تھی کہ علمی سطح پر لوگ تیار ہوں جو دین قائم کرنے میں مدد کریں۔ اصلاً یہ انبیاء کرام کا کام ہے تاہم بطور اُمتی حضرت محمد ﷺ اس جدوجہد میں ہمارا حصہ بھی ہونا چاہیے۔

آخری مقرر جناب خالد محمود عباسی نے مطالعہ لٹریچر کے سلسلہ میں کتاب منہج انقلاب نبوی ﷺ سے ایک اقتباس ''انقلابی تربیت کا ہدف'' کا مطالعہ کروایا۔ جس کی فوٹو کاپیاں تمام رفقاء میں تقسیم کردی گئیں تھیں۔ انہوں نے دوران مطالعہ واضح کیا کہ اگر مادی اور عسکری قوت ہو لیکن اللہ سے تعلق کمزور ہو تو پھر اسلامی انقلاب یا اقامت دین کا عمل نہ ہوگا۔ اسلامی انقلاب کے لیے ایک ایسی جمعیت اور جماعت کی ضرورت ہے جو اپنے آپ کو ہمہ تن وقف کردے اور کامل تعاون واعانت کا عملی مظاہرہ دکھائے۔

اجتماع کے آخر میں ناظم حلقہ جناب راجہ محمد اصغر نے نہ صرف اللہ کا شکر ادا کیا بلکہ کثیر تعداد میں شمولیت پر رفقاء کا بھی خصوصی شکریہ ادا کیا۔ ظہر کی نماز کے بعد یہ اجتماع اختتام پذیر ہوگیا۔ (مرتب: صوفی محمد صفدر)

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ''قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی'' میں
29 اپریل تا یکم مئی 2016ء
(بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

مدرسین ریفریشر کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے،
زیادہ سے زیادہ مدرسین رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 021-34306041 0332-1333395

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 36366638-36316638(042)

دعائے مغفرت

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن

☆ حلقہ پنجاب شمالی کے مبتدی رفیق محمد اسمٰعیل اسد وفات پاگئے

☆ حلقہ پنجاب شرقی کے رفیق عبدالغفور کی والدہ محترمہ وفات پاگئیں

☆ ساہیوال کے رفیق عبدالستار کی اہلیہ وفات پاگئیں

اللہ تعالیٰ مرحوم ومرحومات کی مغفرت فرمائے، اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

The Brussels Attacks: An Analysis

Written by: Ibn e Abdul Haq

One thing has to be established before we proceed: Muslim are currently neither able, equipped or organized enough to carry out attacks on such a massive scale like 9/11, 7/7, the Madrid Bombing, the Paris attacks and now the Brussels attacks.

UNLESS

They are provided full support by the nations that are actually equipped with weapons, intelligence apparatus, plans full of deceit, surveillance and most importantly the motive to carry out such attacks. And yes they do it in their own backyards, using these Muslim faces as puppets in order to further their agenda of maligning Islam, cornering the Muslim populace in Europe and other parts of the West and ultimately demonize the religion of Islam to provide them with a scapegoat to go after, making laws against Muslims, bullying them into submission and ultimately cause a genocide of the Muslims on a global scale, far greater than the Holocaust.

The plan is designed by the Zionist Jews and Zionist Christians of the West and of Israel who, believe it or not, are not secular and liberal but rather extremely religious in their belief of being the chosen ones and inheritors of the chosen land, which according to the distorted old testament extends from the Eastern delta of the river Nile to the river Euphrates.

Plans such as 9/11, 7/7, The Madrid Bombing, the Paris attacks and the Brussels attacks are just a Casus belli for the great war that is approaching referred to as in the old testament as the 'Armageddon' and in the Ahadith of the Prophet (SAAW) as the *Malhama*. These false flag attacks are carried out by the wicked West either themselves or by recruiting or blackmailing Muslims.

The Case:

The whole existence of the Western-backed ISIS is a case in point and we would like to raise a few questions regarding the Brussels attacks, claimed by ISIS, and then prove that it was indeed a false flag attack:

1- **Najim Laachraoui – The bomb-maker**: The bomb-maker in both the Paris and the Brussels attacks. He had been under heavy surveillance for long by many European agencies. After the Brussels attacks, when the Belgian police raided his apartment in the Schaerbeek area of Brussels they discovered his DNA all over what officials believe is a potential bomb-making factory, complete with chemicals used in explosives, nails and an ISIS flag. How stupid of a thief to leave his contact number and other details after carrying out the theft!

2- **Salah Abdeslam:** The Paris attacks plotter who was captured by the Belgian police a day before the attacks. Interestingly, Abdeslam, despite being under surveillance, had been allowed to move around freely in a Mercedes car and had been stopped between the border of Austria and Hungry two months before the Paris attacks, but was conveniently let go.

3- **Khalid and Ibrahim El Bakraoui:** The two brothers that attacked the airport and subway station in Brussels were travelling in the same Mercedes car with Abdeslam. They had been under surveillance by almost all foreign agencies including Interpol and both has fake IDs as reported by the officials well before the Brussels attacks.

4- **Both Brothers were no strangers to the Belgian Police:** In 2010, Ibrahim was sentenced to 9 years in prison for shooting at police with an assault rifle during a robbery. Khalid was arrested for possession of Kalashnikovs in 2011 and had been sentenced to 5 years in prison for carjackings Yet they

1- were conveniently let off the hook. Probably something had been planned for them by the Western Intelligence agencies!!

2- **Turkey had notified** both the Dutch and Belgian authorities that Ibrahim was a militant. But the officials in Europe 'found no links to terrorism' and didn't detain him. A smoking Gun!

3- **ISIS claims responsibility for the Attacks:** The terrorist organization ISIS eventually issued a statement later on Tuesday afternoon via their own news agency, *Amaq*, taking responsibility for the attacks. It is unbelievable that in this day and age, agencies as resourceful as the CIA, Mosad, Interpol and others are unable to track down and close a news agency and a twitter account being run by the most wanted terrorist organization in the world. Did anybody see and analyze the Daesh claim? This smells like an intensely rotting rat.

4- **The Schengen Agreement:** The Schengen area consists of 26 EU countries where travel does not require visa. The burning question is that after 7/7, Madrid Bombing and Paris attacks why did the European Parliament in Brussels did not void the agreement? Obviously the EU was in a state of war and free movement of terrorists within the area increased the chances of further terror attacks. Or maybe the agreement was left alone exactly because they wanted another terror attack to occur – in the heart of EU, the heart of NATO – the city of Brussels!

5- **The President of France** Francois Hollande had said on record after the Paris attacks that this was just the first wave! The first wave of what? Now with the Brussels false-flag attacks we know what he meant.

These are merely a few of the questions that no official of the EU is willing to respond to. A complete mainstream media black-out regarding these questions clearly points in one and only one direction – That the attacks in Brussels were 'false-flag' just like the attacks in Paris, the Madrid Bombing, the events of 7/7 and 9/11.

What does the West get out of these events?

1- A precious, yet well-designed and coordinated plan to demonize Islam and Muslims as the root cause of terrorism in the world.

2- Subduing the Muslim community living in Europe, U.S. and all their allies into accepting that stricter surveillance is required and more radical laws need to be promulgated in order to 'save' the Muslims from 'themselves'. France has already passed a law granting emergency powers to the state machinery, which effectively means that Muslims living in France have no 'right to freedom' and can be picked-up, questioned and put into prison without the need to give any reason. The Patriot Act of U.S. after 9/11 was similar and the rest of the West will now follow suite starting with Belgium, Holland and Germany.

3- The modus operandi will be exported from the EU through to the Middle east and it will pave the way for the genocide of Arabs on a massive scale coinciding with the creation of 'the greater Israel.'

رفقاء متوجہ ہوں ان شاءاللہ

''دفتر تنظیم اسلامی بلوچستان 2-12/2-370 بالائی
منزل بالمقابل کوالٹی سویٹس، منان چوک،
شاہراہ اقبال، کوئٹہ'' میں

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

29 اپریل تا یکم مئی 2016ء
(بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ امراء و نقباء
اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 081-2842969 0346-8309749

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: (042)36316638-36366638

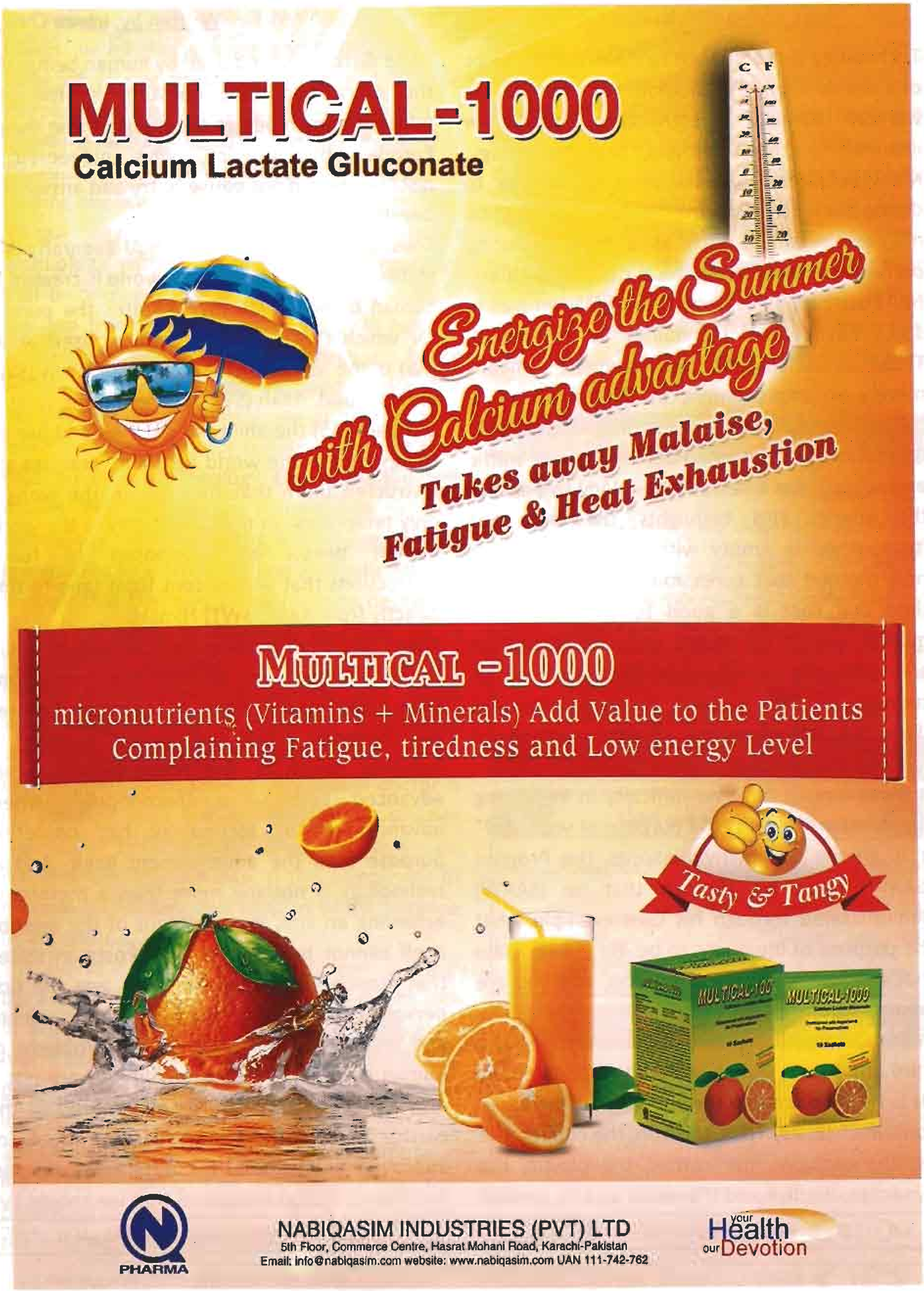
MULTICAL-1000
Calcium Lactate Gluconate
C F
Energize the Summer with Calcium advantage
Takes away Malaise, Fatigue & Heat Exhaustion
MULTICAL -1000
micronutrients (Vitamins + Minerals) Add Value to the Patients
Complaining Fatigue, tiredness and Low energy Level
Tasty & Tangy
MULTICAL-1000
PHARMA
NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD
5th Floor, Commerce Centre, Hasrat Mohani Road, Karachi-Pakistan
Email: info@nabiqasim.com website: www.nabiqasim.com UAN 111-742-762
your Health our Devotion